File G:\qqq\Borders\BORDER34.TIF not found.

DNA ٹسٹ کی شرعی حیثیت

تالیف

مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب : DNA ٹسٹ کی شرعی حیثیت

تالیف : مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ
وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

طبع اول : 1432ھ،م جون 2011ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار(1000)

قیمت : 35روپئے

ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن

کمپوزنگ : ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر:040-24469996

کتابت : محمد عبدالقدیر قادری

پروف ریڈنگ : مولانا حافظ سید واحد علی قادری صاحب، حافظ احمد محی الدین رفیع نقشبندی

ملنے کے پتے :
- جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن
- ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
- ابوالبرکات پرفیومرس، روبرو نقشبندی چمن، حیدرآباد
- مکتبۃ الحسنات، مصری گنج، حیدرآباد
- مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
- تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف
- ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
- دیگر تاجران کتب، شہر ومضافات

فہرست

پیش لفظ

اسلامی ویب سائٹ **www.ziaislamic.com** پر حضرت مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، کے فتاوی نماز روزہ، زکوۃ، حج کے علاوہ تجارت وکاروبار خرید وفروخت، نکاح وطلاق، رہن وقرض، وکالت و کفالت، حلال وحرام جائز وناجائز، ودیگر تمام فقہی واعتقادی موضوعات پر موجود ہیں، جومستند ومدلل پرمغز وتشفی بخش فتاوی ہیں۔ سائل کی ضرورت اور مسئلہ کی اہمیت کے اعتبار سے جوابات میں اختصار وتفصیل دونوں کوحسب موقع اختیار کیا گیا ہے، ویب سائٹ پر ''سوال کریں'' کی سہولت موجود ہے جس کے ذریعہ بہت سارے مما لک سے سوالات آتے ہیں مفتی صاحب قبلہ جوابات رقم فرمانے کے بعد انہیں ارسال کیا جاتا ہے، انٹرنیٹ کے ذریعہ دنیا کے ہر خطہ میں مہیا یہ اسلامی ویب سائٹ مسلمانوں کے لئے ایک بیش قیمت تحفہ ہے اور اجنبی ماحول اور دیگر مما لک میں رہنے والے افراد کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

علاوہ ازیں ویب سائٹ **WWW.ZIAISLAMIC.COM** پر فتاوی کا بیش قیمت ذخیرہ موجود ہے، جس سے روزانہ پچیس تا تیس ہزار افراد مختلف مما لک سے استفادہ کررہے ہیں، اس کے علاوہ فیس بک، یوٹیوب، گوگل ویڈیو اور دیگر مشہور، عوامی ویب سائٹس پر تحریر اور ویڈیو کلپس کی شکل میں فتاوی موجود ہیں، جدید انکشافات میں میڈیکل سائنس کی ترقی سے رونما DNA دور حاضر میں اس سے بہت زیادہ استفادکیا جارہا ہے نہایت اہم موضوع ہے بنابریں اس سے متعلق فقہی مسائل کے حل کے لئے حضرت مفتی صاحب نے شرح وبسط کے ساتھ ایک تحقیقی کتاب تحریرفرمائی ہے، کتاب کے مضامین کی اہمیت ووقعت اس کے مطالعہ سے آشکار ہوگی یہ کتاب فقہ اسلامی میں مفتی صاحب قبلہ کی سلسلہ وار خدمات کی ایک کڑی ہے جو ایک طرف عوام کیلئے جدید مسائل کا حل معلوم کرنے کے لئے نفع بخش ہے تو دوسری طرف فقہ اسلامی کے طلبہ اور اسلامی ریسرچ اسکالرس کے لئے راہنما ہے، اللہ تعالی اس کتاب کو عام فرمائے اور حضرت مفتی صاحب قبلہ کو اجر عظیم عطا فرمائے، آمین۔

شعبۂ نشر واشاعت

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد

E:\1\m\10.jpg
not found.

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ . اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالی نے انسان کوشرافت وکرامت کی خلعت فاخرہ عطافرمائی،عزت وبزرگی کا تاج پہنایااور بہترین سانچہ میں ڈھالا ہے جیسا کہ ارشادحق تعالیٰ ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِیْ أَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ. بے شک ہم نے انسان کو بہترین اعتدال والی ساخت میں پیدافرمایا۔

(سورۃ التین ۔4)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِی خَلَقَکَ فَسَوَّاکَ فَعَدَلَکَ. جس نے تجھے پیدا کیا ،پھر تیرے اعضاء کو درست کیااور تیری ساخت میں توازن رکھا۔

(سورۃ الانفطار۔7)

اس خالق کائنات نے انسان کے جسم کی جوساخت وہیئت،شکل وصورت بنائی ہے اس میں بے شمار حکمتیں مضمر رکھیں،ارشادالٰہی ہے:

سَنُرِیْھِمْ اٰیَاتِنَا فِیْ الْآفَاقِ وَفِیْ أَنْفُسِھِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ أَنَّہُ الْحَقُّ أَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ أَنَّہُ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیدٌ. یقیناً ہم انہیں اپنی نشانیاں اطراف عالم میں اورانکی ذاتوں میں دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان پر واضح ہوجائے گا کہ وہی حق ہے' کیا یہ کافی نہیں کہ آپ کا رب ہر چیز پر گواہ ہے۔

(سورۃ حم السجدۃ۔53)

باب العلم مولائے کائنات حضرت سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

اتزعم انک جرم صغیر وفیک انطوی العالم الاکبر

کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو چھوٹا سا جسم ہے؟ جب کہ تجھ میں ایک بڑا عالم سمایا ہوا ہے!

DNA قدرت الٰہی کی انوکھی نشانی

چنانچہ جسم انسانی کے اندر مختلف قسم کے نظام کارفرما ہیں جیسے اعصابی نظام (Nervous System)، دفاعی نظام (Immune System) ہاضمہ کا نظام (Digestive System) وغیرہ، یہ تمام نظامہائے جسم، قدرت الٰہی کی وہ عظیم نشانیاں ہیں جو اپنے بنانے والے کی عظمت وجلالت کی آئینہ دار ہیں، انہی عظیم وجلیل نشانیوں میں اعضاءِ جسم کے خلیوں میں پنہاں DNA بھی ایک انوکھی نشانی ہے۔

یہ اللہ تعالی کی قدرت کاملہ وحکمت بالغہ ہے کہ اس نے جسم انسانی میں لاکھوں کروڑوں خلیے (cells) رکھے، ان میں سے ہر خلیہ اس شان کا بنایا کہ اس میں پوشیدہ ''DNA'' صاحب خلیہ کی زندگی کے تمام راز ہائے سربستہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، ارشاد الٰہی ہے:

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ. یقیناً ہم نے ہر چیز ایک مقدار کے ساتھ پیدا فرمائی۔

(سورۃ القمر۔49)

نیز ارشاد باری تعالی ہے:

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَه بِمِقْدَارٍ. اور ہر چیز اس کے پاس ایک مقدار سے طے شدہ ہے۔

(سورۃ الرعد۔8)

قادر مطلق نے ان آیات مبارکہ میں بتلایا کہ ہر چیز اپنی طے شدہ مقدار کے ساتھ پیدا کی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے ہر شخص کے DNA میں اخلاق وکردار کی تفصیلات پنہاں

رکھیں، جس میں اس شخص کی صلاحیت وقابلیت کی سطح مقرر کی، اس کی عادات واطوار متعین کئے، اس کی بصارت وسماعت، چستی وزیرکی، سخاوت وشجاعت، علم ومعرفت، الغرض تمام خصائل اس کی سطح اور معیار کے تعین کے ساتھ مقدر ومقرر فرمائے۔

سائنسدانوں کی تحقیق کے بموجب DNA ٹسٹ کے ذریعہ کسی انسان کے ماضی، حال اور مستقبل سے متعلق اس کی طبعی وفطری صلاحیتیں، اندرونی وبیرونی خوبیاں وخرابیاں معلوم کی جاسکتی ہیں، DNA ٹسٹ رپورٹ سے اس بات کا پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس کا DNA لیا گیا وہ شخص کونسی صفات سے متصف ہے، کسی بھی وصف میں وہ کس حد تک صلاحیت واستعداد رکھتا ہے، DNA کے سالمہ میں یہ تمام تفصیلات، رموز (Coding) کی شکل میں موجود ہوتی ہیں، حیوانات کی دنیا میں سائنس کا یہ حیرت انگیز انکشاف، قدرت کا ایک عظیم شاہکار ہے، انسان اس فلسفہ کو اپنے جسم میں سموئے ہوئے ہزاروں سال سے زندگی بسر کررہا ہے، وہ آفاق وانفس میں جس قدر تفکر سے کام لے گا ضرور اسے قدرت کی نشانیوں کے رنگارنگ جلوے نظر آئیں گے۔......سورۂ ذاریات کی آیت نمبر 21 میں اسی جانب اشارہ ہے:

وَفِـــي أَنْـــفُسِـــكُـــمْ أَفَلَا تُبْصِرُوْنَ.	اور تمہارے وجود میں بھی نشانیاں ہیں، کیا تم نہیں دیکھتے؟۔

(سورۃ الذاریات۔21)

DNA اور حل طلب شرعی مسائل......

DNA محض ایک سائنسی انکشاف ہی نہیں بلکہ یہ انسان کی شخصی ومعاشرتی زندگی پر اثر انداز ہورہا ہے، مذہب اسلام چونکہ چند معمولات تک محدود نہیں بلکہ معاشرتی زندگی اور اس کے دیگر تمام گوشوں کے بارے میں بھی بحث وتحقیق کرتا ہے اور حیات انسانی کے کسی بھی گوشہ میں پیش آنے والے مسائل کا حل بیان کرتا ہے، اس لئے امت مسلمہ کے سامنے DNA کی

وجہ سے اٹھ کھڑے ہونے والے مسائل کا شرعی حل موجود ہونا چاہئے۔

DNA سے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ بعض ممالک میں DNA ٹسٹ رپورٹ' قتل، زنا، وغیرہ کے مقدمات میں جوثبوت کی حیثیت اختیار کرچکی ہے، اُسے اسلامی قانون کیا درجہ دیتا ہے؟

شریعت مطہرہ DNA ٹسٹ کی رپورٹ کوکن مسائل میں کس حدتک قابل قبول قرار دیتی ہے؟ اس تناظر میں چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں جن کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں معلوم کرنا علماء اسلام کی ذمہ داری بنتی ہے:

(1) DNA ٹسٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات کو کیا درجہ دیا جائے؟ کیا کسی شخص کا DNA لے کر دوسرا شخص ٹسٹ کرواسکتا ہے یا نہیں؟

(2) کیا DNA ٹسٹ کے ذریعہ قتل کا جرم ثابت کیا جاسکتا ہے اوراس کی بنیاد پر قصاص یا دیت کا حکم لازم آسکتا ہے یا نہیں؟

(3) DNA ٹسٹ کی رپورٹ سے شوہر کا مجنون ہونا معلوم ہوتو کیا اس کی بنیاد پر عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے یا نہیں؟

(4) لڑکے اورلڑکی کا کردار معلوم کرنے کی خاطر یا کسی مہلک بیماری کے اندیشہ کی وجہ سے' کیا نکاح سے پہلے لڑکے اورلڑکی کا DNA ٹسٹ کروایا جاسکتا ہے؟

(5) بچہ کے نسب سے متعلق شوہراور بیوی کے درمیان اختلاف واقع ہو' شوہر انکار کررہا ہواور بیوی اس بچہ کوشوہر ہی کا کہہ رہی ہوتو کیا DNA ٹسٹ سے استفادہ کرتے ہوئے اس کی رپورٹ کے مطابق نسب ثابت کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(6) اگرکسی بچہ کا نسب معلوم نہ ہواوراس کی نسبت کئی افراد دعوی کررہے ہوں تو آیا DNA رپورٹ' ثبوت نسب کے لئے قابل قبول ہوگی یا نہیں؟

(7) زنا کا جرم ثابت کرنے کے لئے آیا DNA رپورٹ قابل اعتبار ہے یا نہیں؟

DNA ٹسٹ سے متعلق سر دست ان امکانی درجہ کے سوالات کو زیر بحث لاتے ہوئے ہر مسئلہ کے بارے میں DNA ٹسٹ کی حیثیت اور اس کا شرعی حکم بیان کرنے کی بفضلہٖ تعالی ایک سعی کی جارہی ہے۔ و باللہ التوفیق۔

اس سلسلہ میں DNA سے متعلق ضروری معلومات پیش کی جائیں گی' بعد ازاں تفصیلی طور پر مذکورہ مسائل میں شرعی موقف واضح کیا جائے گا۔

DNA کا انکشاف......

1869ء میں فریڈریک مائیسکر (Fredrick Miescher) نے سب سے پہلے ڈی این اے کا انکشاف کیا، 1984ء میں لیسیسٹر یونیورسٹی (Leicester University) لندن میں جنیٹک سائنٹسٹ (Genetic Scientist) ڈاکٹر ایلک جیفریز (Alec Jeffreys) نے جرائم کی تحقیق میں اس کی افادیت ثابت کی اور ایک تحقیقی مقالہ شائع کیا، اس میں انہوں نے ثابت کیا کہ ہر ذی روح میں ایک موروثی مادہ ہوتا ہے جو نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے، جس کے نتیجہ میں ہر ذی روح دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے اور کسی دو افراد کے مابین مشابہت کا کوئی امکان نہیں رہتا۔

DNA کی وجہ تسمیہ......

DNA ایسے موروثی مادے کا نام ہے جو ہر ذی روح میں موجود لاکھوں کروڑوں خلیوں میں پایا جاتا ہے' DNA کا فل فارم Deoxy-Ribo- nucleic Acid ہے' یہاں DNA کے نام میں موجود الفاظ کی مختصر وضاحت کی جاتی ہے:

De= کم ہو جانا، نکل جانا

oxy= آکسیجن=

ribo= رائبو ایک قسم کی شکر کا نام=

nucleic= خلیہ کا مرکزہ=

acid= تیزابی خاصیت رکھنے والا ترشہ=

یہاں ڈی آکسی رائبو سے مراد ایک آکسیجن جوہر کم رکھنے والا رائبو ہے، جبکہ نیوکلیک سے مراد خلیہ کا مرکزہ ہے اور ایسڈ ترشہ کو کہتے ہیں، اس کا مفہوم یہ ہے؛DNA: ایک آکسیجن جوہر کم رکھنے والا مرکزی ترشہ۔

رائبو کا لفظ دراصل عربی گوند (gum arabic) سے حاصل ہونے والی ایک شکر ''عربی نوز'' "arabinose" سے ماخوذ ہے، عربی گوند جنوبی صحراء اعظم (-subsahara) میں پائے جانے والے پودے اکیشیا (acacia) سے حاصل ہوتا ہے۔

DNA کی حقیقت......

DNA کی حقیقت مندرجہ ذیل مثال سے سمجھی جاسکتی ہے کہ جس طرح کمپیوٹر کے براؤزر (browser) پر نظر آنے والے صفحہ کے پیچھے HTML کے رموز کارفرما ہوتے ہیں اسی طرح زمین پر چلتے پھرتے جاندار کے جسم میں DNA کے رموز (Codes) ہوتے ہیں ،یعنی کسی جاندار کی ظاہری شکل وصورت اور رویہ ''فینوٹائپ'' (phenotype) دراصل اس کے خلیات میں موجود ڈی این اے کے اندر پوشیدہ وراثی رمز (جینیٹک کوڈ) سے بنتا ہے، ڈی این اے میں لکھا گیا پوری زندگی کا یہ افسانہ طرز وراثی ''جینوٹائپ'' (genotype) کہلاتا ہے۔

طرز ظاہری اور طرز وراثی کے فرق کی وضاحت ایسی ہے کہ جیسے ٹی وی کے اسکرین پر نظر آنے والا پروگرام جو مکمل طور پر اپنے لئے لکھی گئی اسکرپٹ کے مطابق چلتا ہے، گویا وہ

پروگرام خود طرز ظاہری کی مثال ہے، جو بیرونی طور پر دیکھا جاسکتا ہے' اور اس کے لئے لکھی گئی اسکرپٹ طرز وراثی کی مانند ہے جو اندرونی طور پر کارگر ہوتی ہے۔

DNA کا محل اور اجزاء ترکیبی......

DNA تمام جانداروں کے خلیات کے مرکزوں میں ہوتا ہے، وہ وائرس میں پایا جانے والا ایک ایسا سالمۂ کبیر (Macro Molecule) ہے ،جو کاربن ، آکسیجن، ہائڈروجن ، نائٹروجن اور فاسفورس جیسے کیمیائی عناصر (Elements) سے بنتا ہے۔ DNA کا تعلق دراصل علم توارث سے ہے، جو خاندانی مشابہتوں کے اردگرد گھومتا ہے، بچہ اپنے ماں باپ سے جو کروموزوم حاصل (chromosome) کرکے اس دنیا میں آتا ہے وہ تادم زیست اس کے اندر موجود رہتے ہیں۔

DNA ٹسٹ انسان کے بال' جلد' ناخن اور جسم کے کسی بھی حصہ سے کیا جاسکتا ہے۔ (ملخص از ویکیپیڈیا)

DNA کے بارے میں ضروری معلومات کے بعد اس سے متعلق ابتداء میں ذکر کردہ مسائل کا شرعی حکم بیان کیا جاتا ہے۔

شریعت مطہرہ میں DNA رپورٹ کی حیثیت......

(1) DNA ٹسٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات کو کیا درجہ دیا جائے؟ کیا کسی شخص کا DNA لے کر دوسرا شخص ٹسٹ کرواسکتا ہے؟

شریعت مطہرہ کی روشنی میں DNA ٹسٹ کی رپورٹ کو شرعی ثبوت وبینہ کا درجہ نہیں دیا جاسکتا' تاہم اس کی حیثیت ظن وقرینہ کے درجہ میں ہوگی ، بنابریں جن امور کے اثبات کے لئے ازروئے شرع بینہ ودلیل ضروری ہے وہاں ''بینہ'' نہ پائے جانے کی صورت میں

DNA ٹسٹ کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات ثبوت مقدمہ کے لئے دلیل وحجت نہیں ہوسکتیں، البتہ جن امور کے اثبات کے سلسلہ میں شرعاً قرائن سے مدد لی جاسکتی ہے وہاں DNA ٹسٹ کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات معتبر سمجھی جائیں گی، ان شاء اللہ تعالی اس کی تفصیلات مع دلائل متعلقہ مسائل کے ضمن میں آرہی ہیں۔

لہٰذا DNA ٹسٹ رپورٹ جرم ثابت کرنے کا مستقل ذریعہ اور یقینی ثبوت نہیں ہوسکتی، ہاں یہ رپورٹ امر واقعی معلوم کرنے، مجرم کو تلاش کرنے اور چھان بین وتفتیش کرکے تحقیقی طور پر فیصلہ کرنے میں معاون ومددگار کی حیثیت رکھتی ہے اور قرینۂ مساعدہ ثابت ہوسکتی ہے اور اس کی وجہ سے مشتبہ شخص کو حقیقت کا اقرار کرنے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے، لیکن محض اس رپورٹ کی بنیاد پر حدود، قصاص یا دیت کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

تجسس کی بنیاد پر DNA ٹسٹ کروانا......

اسلام ہر شخص کو اپنے طور پر حدود شریعت میں رہ کر زندگی گزارنے کی مکمل آزادی دیتا ہے، لیکن کسی شخص کو یہ حق نہیں دیتا کہ دوسرے کی نجی زندگی سے متعلق کُرید کرے، اسلام آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کے حق کو اس درجہ اہمیت دیتا ہے کہ کسی شخص کے لئے دوسرے کے گھر میں اجازت کے بغیر داخلہ روا نہیں رکھتا اور دوسرے کے گھر میں نظر ڈالنا بھی ممنوع قرار دیتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں تجسس اور بدگمانی کی ممانعت وارد ہے، بنابریں از روئے شرع کوئی بھی شخص کسی اور کا DNA لے کر ٹسٹ نہیں کرواسکتا، اگر ہر شخص کو دوسرے کا DNA ٹسٹ کروانے کی اجازت دے دی جائے تو معاشرہ میں تجسس وبدگمانی عام ہوگی اور اس کے منفی اثرات بڑھتے رہیں گے، نتیجۃً معاشرہ میں غیر معمولی فساد بپا ہوگا، اور بلاضرورت خود اپنا DNA ٹسٹ کروانا بھی لغو اور لایعنی عمل قرار پاتا ہے، اس کے لئے جو مال اور وقت

صرف ہوتا ہے، محض اسراف ہے۔

کیاDNAٹسٹ سے گواہی کے نصاب کی تلافی ہوگی؟......

اگر حدود وقصاص اور دیگر معاملات میں گواہی کا نصاب مکمل نہ ہو، مثلاً جہاں دومَردوں کی گواہی یاایک مرداوردوعورتوں کی گواہی درکار ہووہاں صرف ایک ہی مرد ہو یاایک مرداورایک عورت ہوتو کیاDNAرپورٹ سے نصابِ شہادت کی تلافی اورتکمیل ہوسکتی ہے؟

اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ DNA ٹسٹ ہر حال میں ایک مشینی عمل اورسائنسی تجربہ ہے جوکسی باشعور،عدالت شعارشخص کی گواہی کے برابرنہیں ہوسکتا، ہاں بعض مسائل میں جہاں محض ایک شخص کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے وہاں معاملہ کی نوعیت کے لحاظ سے DNA ٹسٹ قابل اعتبار ہوگا،جسکی تفصیل نسب سے متعلق بحث کے تحت آرہی ہے۔

قتل کے مقدمہ میںDNA کی حیثیت......

(2) کیاDNAٹسٹ کے ذریعہ قتل کا جرم ثابت کیا جاسکتا ہےاوراس کی بنیاد پرقصاص کاحکم لازم آئے گا؟

کیاقتل کیس میں DNA رپورٹ کی اساس پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے اوراس بنیاد پر شرعی سزادی جاسکتی ہے؟ شریعت مطہرہ کی روسے اس کا کیاحکم ہوگا؟

قتل کے مقدمہ میں اگرشرعی بینہ موجودنہ ہواورمقدمہ کی مزید تفتیش اورامرواقعی سے آگہی کے لئے مجرم کاDNAٹسٹ کروانے کی ضرورت محسوس کی جائے اورحاکم اس کا مطالبہ کرے تو ملزم شخص کو چاہئے کہ اپنا DNAٹسٹ کروائے، اگرملزم افراد اپنا DNAٹسٹ کروانے سے انکارکریں تو قاضی (Judge) انہیں اس کے لئے مجبورکرسکتا ہے۔

البتہ ملزم کاDNAٹسٹ کروانے کے بعدرپورٹ کے ذریعہ اس کی نشاندہی

ہوتی ہوتو محض اس رپورٹ کی بنیاد پر اسے قاتل نہیں قرار دیا جا سکتا اور قصاص یا دیت کا حکم نہیں دیا جا سکتا، اس لئے کہ DNA ٹسٹ کے ذریعہ اس بات کا علم تو ہوتا ہے کہ فلاں شخص جائے واردات پر موجود تھا، لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہی مجرم تھا یا جرم میں شریک یا مددگار بھی تھا' اس لئے کہ اس میں کئی احتمالات ہو سکتے ہیں' ممکن ہے جائے واردات سے جس شخص کا فارنسک نمونہ (forensic sample) لیا گیا' وہ ایسے شخص کا ہو جو امداد کی غرض سے مظلوم کی جان بچانے کے لئے آیا تھا یا اس شخص کا ہو جو وہاں پہلے ہی سے موجود تھا اور گھبرا کر اپنے تحفظ کی خاطر جائے واردات سے راہ فرار اختیار کیا ہو اور اس اثنا میں اس کا ناخن' بال وغیرہ مقام واردات پر گر گیا ہو، اس طرح کے احتمالات کی بنیاد پر چونکہ اصلی قاتل سے متعلق صورت حال قطعی نہیں رہتی بلکہ مشتبہ ہو جاتی ہے ، اس لئے ایسی صورت میں DNA ٹسٹ سے قاتل کی نشاندہی کی جا کر اسے مستحقِ سزا قرار نہیں دیا جا سکتا تاوقتیکہ وہ اقرار نہ کرلے۔

ہاں اس پر قتل کا شبہ ہوسکتا ہے لیکن شبہ کی بنیاد پر حاکم ،شرعی حد جاری نہیں کر سکتا' کیونکہ شبہ کی وجہ سے حدود ساقط ہو جاتے ہیں ، DNA ٹسٹ قتل کا کلیدی و بنیادی ثبوت نہیں قرار پاتا، تاہم جرم کی تحقیق و تفتیش کی راہ میں معاون و مددگار ہوسکتا ہے، اگر DNA رپورٹ کے ذریعہ کوئی آدمی قصوروار معلوم ہوتا ہوتو اسے قید کیا جا سکتا ہے، اس پر نفسیاتی دباؤ ڈالتے ہوئے اس سے پوچھ تاچھ کی جا سکتی ہے ،تاکہ وہ جرم کا ارتکاب کیا ہو تو حقیقت کا اقرار کرلے۔اگر وہ اقرار نہ کرے اور کوئی گواہ بھی موجود نہ ہوتو اُسے قانون اسلام کی رو سے قاتل نہیں قرار دیا جا سکتا۔

DNA ٹسٹ کے ذریعہ مرضِ جنون معلوم ہونے کی صورت میں فسخ نکاح؟...... ۞

(3) DNA ٹسٹ کی رپورٹ سے شوہر کا مجنون ہونا معلوم ہوتو کیا اس کی بنیاد پر عورت

فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے؟

نکاح٬ محبت والفت کا رشتہ ہے،اسی لئے شریعت مطہرہ نے جس سے نکاح کا ارادہ ہواس کو دیکھنے کی اجازت دی اور کفو میں نکاح کرنے کی تاکید فرمائی تاکہ زوجین کے درمیان محبت پائیدار ودائمی رہے، اگر زن وشو کے مابین نفرت پیدا ہوجائے اور ازدواجی زندگی زحمت بن جائے تو اس کے اسباب کو دور کیا جائے گا، اگر وہ اسباب زائل نہیں کئے جاسکتے تو فریقین کو حق دیا جاتا ہے کہ وہ چاہیں تو رشتۂ نکاح قائم رکھیں یا چاہیں تو اس رشتہ کو ختم کردیں۔

اگر DNA ٹسٹ کے ذریعہ معلوم ہو کہ شوہر کو مرض جنون لاحق ہے تو کیا اس صورت میں ازروئے شریعت بیوی کو شوہر سے علٰحدگی اور فسخ نکاح کا مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا؟

فقہاء اسلام نے فسخ نکاح کے اسباب میں جنون، جذام، برص وغیرہ کو ذکر کیا ہے، ملک العلماء علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

خلوه من كل عيب لا يمكنها المقام معه الا بضرر كالجنون والجذام والبرص شرط لزوم النكاح حتى يفسخ به النكاح.	مرد کا ہر اس عیب سے خالی ہونا لازمی طور پر نکاح باقی رہنے کی شرط ہے جس کی وجہ سے عورت کا اس کے ساتھ رہنا دشوار ہو جیسے جنون، جذام اور برص یہاں تک کہ اس کی وجہ سے نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج 2 کتاب النکاح، فصل شروط لزوم النکاح ص 639)

امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اور ائمۂ احناف میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ عورت شوہر کے جنون کی وجہ سے فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے، فقہ حنفی میں فتوی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے، البتہ فقہاء کرام نے اس سلسلہ میں تفصیل بیان کرتے ہوئے جنون کی دو قسمیں بتلائی ہیں: (1) جنون مطبق (2) جنون غیر مطبق

(1) جنون مطبق یہ ہیکہ جنون دائمی ہو، اس صورت میں عورت کوفوراً فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔(2) جنون غیر مطبق یہ ہے کہ وقفہ وقفہ سے جنون کی کیفیت طاری ہو، ایسی صورت میں شوہر کوعلاج کے لئے ایک سال کی مہلت دی جائے گی، اس کے بعد بھی مرض زائل نہ ہوتو عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

قال محمد رحمه الله تعالى ان كان الجنون حادثا يؤجله سنة كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول اذا لم يبرأ وان كان مطبقا فهو كالجب وبه ناخذ. كذافي الحاوى القدسى .	امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر جنون عارضی ہوتو اسے ایک سال تک مہلت دیجائیگی جس طرح نامردی کی صورت میں مہلت دی جاتی ہے، اور وہ ایک سال بعد صحت مند نہ ہوتو عورت کواختیار رہیگا اور اگر جنون دائمی ہوتو وہ عضوتناسل کٹے ہوئے شخص کی مانند ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اسی طرح حاوی قدسی میں ہے۔

(فتاوی عالمگیری، ج1، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العنین، ص526)

اس تفصیل کی روشنی میں اگر DNA رپورٹ کے ذریعہ معلوم ہو کہ شوہر دماغی طور پر غیر متوازن اور مجنون ہے تو محض اس کی بنا پر عورت کو فسخِ نکاح کے مطالبہ کا اختیار حاصل نہ ہوگا، کیونکہ جنون کوئی حددرجہ پوشیدہ مرض نہیں، بلکہ اس کے اثرات ظہور پذیر ہوتے ہیں، لہذا اگر شوہر سے عملی طور پر آثارِ جنون ظاہر ہوں اور ماہر معالجین نے اس جنون کو لا علاج اور دائمی قرار دیا ہو تو اس صورت میں بیوی کو فسخ کے مطالبہ کا حق حاصل رہیگا اور اس کے مطالبہ پر قاضی فسخ نکاح کریگا، اگر جنون عارضی یا قابلِ علاج ہوتو عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل نہ ہوگا، بلکہ ایک سال تک شوہر کو علاج کی مہلت دی جائیگی' اگر ایک سال کے دوران مرض دور نہ ہو تو ایک سال کے بعد عورت کو اختیار رہے

گا' چاہے فسخ نکاح کا مطالبہ کرے' چاہے اسی کے ساتھ رہے۔

نکاح سے پہلے DNA ٹسٹ کروانے کا حکم......

(4) لڑکے اور لڑکی کا کردار معلوم کرنے کی خاطر یا کسی مہلک بیماری کے اندیشہ کی وجہ کیا نکاح سے پہلے لڑکے اور لڑکی کا DNA ٹسٹ کروایا جا سکتا ہے؟

لڑکی اور لڑکے سے متعلق یہ بات کہی جا رہی ہے کہ نکاح سے پہلے DNA ٹسٹ کو ضروری قرار دینا چاہیئے تا کہ واضح ہو جائے کہ لڑکا یا لڑکی کسی مہلک وخطرناک بیماری میں مبتلا تو نہیں یا آئندہ کوئی خاندانی بیماری تو پیدا نہ ہوگی۔

نکاح سے پہلے مخطوبہ کے چہرہ کو دیکھنے سے متعلق حدیث پاک وارد ہے:

انظر الیھا فانه احری ان یؤدم بینکما. تم اسے دیکھ لو کیوں کہ یہ دیکھنا تمہارے درمیان دائمی محبت کا ذریعہ ہے۔

(جامع ترمذی شریف' ابواب النکاح' باب ماجاء فی النظر الی المخطوبۃ ،حدیث نمبر:1110)

نیز حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی لڑکی سے نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے جس میں محبت والفت کے باوصف تولید کی صلاحیت زیادہ ہو۔

چنانچہ حدیث پاک ہے:

تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم محبت کرنے والی اور تولید کی زیادہ صلاحیت رکھنے والی خاتون سے نکاح کرو، کیونکہ میں دیگر امتوں میں تمہاری کثرت پر فخر کرنے والا ہوں۔

(سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء۔حدیث نمبر: 2052،سنن نسائی، کتاب النکاح، باب کراھیۃ تزویج العقیم ،حدیث نمبر:3240)

لیکن یہ امورایسے نہیں کہ جس کی خاطر DNA ٹسٹ کروایا جائے۔ پیغامِ نکاح کی نسبت احادیث شریفہ سے صرف چہرہ دیکھنے کی حدتک اجازت ثابت ہے' اورلڑکی کا چہرہ دیکھنا صورت وشکل کی خوبصورتی معلوم کرنے کے لئے ہے، اورالفت ومحبت سے متعلق آگہی کے لئے لڑکی کا عزیز واقارب کیساتھ کردار ملحوظ رکھا جاسکتا ہے،اسی طرح قوتِ تولید جاننے کے لئے خاندان کی شادی شدہ خواتین کی اولاد سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ان امورکا دائرہ تنگ ہے،اس کے برخلاف DNA ٹسٹ کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ زندگی کا کوئی گوشہ اس سے خارج نہیں،اگر ہرشخص کے لئے نکاح سے پہلے DNA ٹسٹ لازمی قراردیا جائے توچونکہ سائنس دانوں کے بموجب اس کے ذریعہ آئندہ پیش آنے والی تمام اندرونی بیماریاں معلوم ہوسکتی ہیں جبکہ جسم انسانی میں متعدد بیماریاں پنہاں ہوتی ہیں جوایک عرصہ کے بعدابھرتی ہیں،اگر DNA ٹسٹ کے ذریعہ آئندہ پیش آنے والے پوشیدہ امراض معلوم کئے جائیں توکوئی بھی شخص جسے معلوم ہوکہ فلاں لڑکی مستقبل میں بیمارہونے والی ہے' اس سے نکاح کرنا نہیں چاہے گا، یہی صورتحال لڑکےکا DNA ٹسٹ کروانے پرلڑکی کی نسبت رہے گی اورمعاشرہ کے بہت سارے لڑکےاور لڑکیاں ازدواجی زندگی کے بغیرہی رہ جائیں گی اورمختصر سے عرصہ میں اس صورت حال کے خطرناک نتائج برآمد ہوں گے۔

بنابریں شریعت مطہرہ میں ان نتائج کے سدباب کے لئے ازدواجی زندگی ہی نکاح سے پہلے DNA ٹسٹ کروانے کی گنجائش نہیں۔

اگر DNA ٹسٹ کے بغیرشادی کرلی جائے اورنکاح کے بعدکوئی بیماری ظاہرہو تو آپسی تعاون اورصبروتحمل سے زندگی گزاری جاسکتی ہے اورشریعت کی رو سے بعض مہلک بیماریوں کی وجہ طلاق' خلع اور فسخ کے ذریعہ علحدگی کی بھی شکل رکھی گئی ہے' لیکن پہلے ہی

مستقبل میں لاحق ہونے والی بیماریوں کی بات سامنے آئے تو اس اندیشہ کی بناء طبعی طور پر عقد کرنے کو فریقین میں سے کوئی بھی پسند نہیں کریں گے ، حالانکہ مستقبل میں بیماری لاحق ہونے کا جہاں امکان ہے وہیں خدا کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ وہ ان بیماریوں کو واقع ہونے ہی نہ دے' اپنے لطف وکرم سے انہیں عافیت میں رکھے۔ البتہ لڑکے یا لڑکی سے متعلق وبائی مہلک امراض جیسے ایڈز وغیرہ کا قوی اندیشہ ظاہر ہورہا ہو تو صرف اسی حد تک کہ آیا فی الواقع وہ اس مرض میں مبتلا ہیں یا نہیں' اس بات کے اطمینان کے لئے ایک درجہ میں DNA ٹسٹ کی اجازت ہوسکتی ہے۔

DNA رپورٹ اور ثبوت نسب......

(5) بچہ کے نسب سے متعلق شوہر اور بیوی کے درمیان اختلاف واقع ہو' شوہر انکار کررہا ہو اور بیوی بچہ کو شوہر ہی کا کہہ رہی ہو تو کیا DNA ٹسٹ سے استفادہ کرتے ہوئے اس کی رپورٹ کے مطابق نسب ثابت کیا جاسکتا ہے؟

اس مسئلہ میں DNA رپورٹ کا شرعی حکم معلوم کرنے سے پہلے ثبوت نسب کے اصول پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

نسب کی اہمیت......

نسب اللہ تعالی کی ایک عظیم نعمت ہے، اگر قانونِ نسب نہ ہوتا تو تمام خاندان پراگندہ ہوجاتے ،نسب ہی ایک ایسا مضبوط دھاگا ہے جس میں تمام افرادِ خاندان موتیوں کی طرح پُرے ہوئے ہیں۔

انسان نسب کی بنیاد پر رشتہ داروں کے ساتھ مودت ورحمت ،الفت ومحبت سے پیش آتا ہے، اللہ تعالی نے نسب سے متعلق فرمایا:

وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا و صھرا.	اور وہی ہے جس نے پانی (کی مانند ایک نطفہ) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اسے نسب اور سسرالی قرابت والا بنایا۔

(سورۃ الفرقان۔54)

نیز تاکید فرمائی کہ اپنے آپ کو دوسروں کی طرف منسوب نہ کریں اور نہ ہی کسی کو دوسروں کی طرف منسوب کر کے پکاریں، ارشاد حق تعالیٰ ہے:

ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط عندالله.	تم انہیں (منہ بولے بیٹوں کو) ان کے باپ کے نام سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ عدل کی بات ہے۔

(سورۃ الاحزاب۔5)

صحیح بخاری میں حدیث شریف ہے:

واثلة بن الأسقع يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من أعظم الفرى أن يدعى الرجل إلى غير أبيه ، أو يرى عينه ما لم تر ، أو يقول على رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لم يقل.	حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی والد کے علاوہ کسی غیر کی طرف منسوب ہو، یا اپنی آنکھ کو وہ دکھائے جو اس نے نہیں دیکھا، یا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف وہ بات منسوب کرے جو آپ نے ارشاد نہ فرمائی ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب حدثنا ابو معمر، حدیث نمبر:3509)

اسی طرح صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حدیث پاک ہے:

عن سعدو ابی بكرة كلا هما يقول :	حضرت سعد و حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، دونوں حضرات فرماتے ہیں

سمعته اذنای ووعاه قلبی	میرے دونوں کانوں نے پیکرحمدوثنا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
محمداً صلی الله علیه	اور میرے دل نے محفوظ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم یقول : من ادعی	فرمارہے تھے: جوکوئی اپنے آپ کو والد کے علاوہ کسی غیر کی
الی غیر ابیه وهو یعلم انه	طرف منسوب کرے جبکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا والد
غیر ابیه فالجنة علیه حرام	نہیں تو اس شخص پر جنت حرام ہے۔

(صحیح البخاری ،کتاب الفرائض ، باب من ادعی الی غیرابیہ ۔حدیث نمبر:6766،صحیح مسلم ، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیہ وہویعلم ،حدیث نمبر:229)

چونکہ ثبوت نسب' شریعت مطہرہ کے اُن بنیادی قضیوں سے متعلق ہے جن پر دیگر کئی فقہی ابواب کا دار ومدار ہے، چنانچہ نکاح ، کفاءت ،محارم، میراث' ولایت اور حضانت جیسے بنیادی عائلی موضوعات کے متعدد مسائل کا تعلق ثبوت نسب سے وابستہ ہے، یہ ایک بدیہی امر ہے کہ کوئی بھی چیز جتنی کثیر الاستعمال اور عام ہو اس کی یافت اتنی ہی سہل اور آسان ہوتی ہے، اسی وجہ سے شریعت اسلامیہ نے ثبوت نسب کے مسئلہ میں نہایت سہولت رکھی ہے۔

ثبوت نسب کے شرعی اصول......

اس سلسلہ میں اصول شریعت یہ ہے کہ عورت جس کے نکاح میں ہوتی ہے اسی سے نسب ثابت ہوتا ہے، شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے وضاحت وصراحت کے ساتھ اپنے فیصلہ کن ارشاد مبارک کے ذریعہ ثبوت نسب کا قانون عنایت فرمایا:

چنانچہ صحیح بخاری میں حدیث مبارک ہے:

الولد للفراش وللعاهر الحجر.	بچہ صاحب فراش یعنی شوہر سے منسوب ہوتا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب المحاربین، باب للعاھر الحجر، حدیث نمبر: 6818 صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوقی الشبھات، حدیث نمبر: 3688)

ثبوت فراش کی چار صورتیں......

مذکورہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ثبوت نسب کی دلیل ''فراش'' ہے جو چار صورتوں میں ثابت ہوتا ہے:

(1) نکاح صحیح (2) نکاح فاسد (3) وطی بالشبہہ (4) ملک یمین

جیسا کہ ہدایہ میں ہے

لان النسب کمایثبت بالنکاح الصحیح یثبت بالنکاح الفاسد وبالوطئ عن شبھة وبملک الیمین.	کیونکہ نسب جس طرح نکاح صحیح سے ثابت ہوتا ہے، ویسے نکاح فاسد، وطی بالشبہہ اور ملک یمین سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

(الھدایة للفرغانی، ج2، ص434، باب ثبوت النسب)

(1) نکاح صحیح......

فقہاء احناف نے ''الولد للفراش'' والی صحیح حدیث کی روشنی میں نکاح کو ''ثبوت فراش'' اور ''نسب کا ظاہری سبب'' قرار دیا ہے، اگر نکاح ثابت ہو تو لازمی طور پر فراش ثابت ہوتا ہے، خواہ شوہر کی نسبت نکاح کے بعد وظیفۂ زوجیت کی ادائیگی کے بارے میں علم ہو یا نہ ہو کیونکہ دخول و ہمبستری ایک پوشیدہ معاملہ ہے، چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے:

سببه الظاھر ھو النکاح لکون الدخول امرا باطنا	ثبوت نسب کا ظاہری سبب نکاح ہے، اس لئے کہ وظیفۂ زوجیت ایک پوشیدہ معاملہ ہے

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب النکاح، فصل ثبوت النسب)

(2) نکاح فاسد......

نکاح فاسد بھی ثبوت نسب میں نکاح صحیح کے حکم میں ہے، اس سے نسب ثابت ہوتا ہے، البتہ نکاح فاسد کی صورت میں مدت نسب، دخول کے وقت سے شمار کی جائے گی۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے:

ویثبت نسب الولد المولود فی النکاح الفاسد وتعتبر مدة النسب من وقت الدخول عند محمد رحمه الله تعالی وعلیه الفتوی قاله ابو اللیث کذافی التبیین۔	اور نکاح فاسد میں نومولود بچہ کا نسب ثابت ہوتا ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدت نسب کا اعتبار ہمبستری کے وقت سے ہوگا، حضرت ابو اللیث نے فرمایا کہ فتوی اسی پر ہے جیسا کہ تبیین الحقائق میں ہے۔

(فتاوی عالمگیری، ج1، کتاب النکاح، الباب الثامن فی النکاح الفاسد واحکامہ ص330)

(3) وطی بالشبہ......

شبہ کی وجہ سے غلط فہمی میں اپنی منکوحہ سمجھتے ہوئے کسی عورت سے وطی کیا تو اس نومولود کا نسب مباشرت کرنے والے سے ثابت ہوگا۔ ہدایہ میں ہے:

لان النسب کمایثبت بالنکاح الصحیح یثبت بالنکاح الفاسد ......وبملک الیمین......وبالوطئی عن شبهة.	کیونکہ نسب جس طرح نکاح صحیح سے ثابت ہوتا ہے، ویسے ہی نکاح فاسد، ملک یمین اور وطی بالشبہہ سے ثابت ہوتا ہے

(الھدایۃ للفرغانی، ج2، باب ثبوت النسب، ص434)

(4) ملک یمین......

باندی آقا کی ملکیت میں ہوتی ہے، عام باندی جو، ام ولد نہ ہو، اگر اسے بچہ تولد ہو تو آقا سے نسب اس وقت ثابت ہوگا جبکہ وہ اس کا اقرار کرے اور جب ایک بار نسب ثابت ہو چکا تو مزید بچوں کی پیدائش کے وقت آقا کے اقرار کی ضرورت نہیں، کیونکہ اب باندی ام ولد ہو چکی ہے البتہ آقا انکار کردے تو نسب ثابت نہ ہوگا، خواہ باندی ام ولد ہو یا نہ ہو۔

چنانچہ ردالمحتار میں ہے:

قوله (على اربع مراتب)ضعيف وهوفراش الامة لايثبت النسب فيه الابالدعوة ومتوسط وهوفراش ام الولدفانه يثبت فيه بلادعوة لكنه ينتفي بالنفي.	فراش کے چار درجے ہیں : ایک درجہ فراش ضعیف ہے اور وہ باندی کا فراش ہے، اس میں بغیر اقرار کے نسب ثابت نہیں ہوگا، اور ایک درجہ فراش متوسط ہے، اور وہ ام ولد کا فراش ہے، اس صورت میں بغیر اقرار کے نسب ثابت ہوگا، لیکن انکار کی وجہ سے نسب ثابت نہ ہوگا

(ردالمحتارلابن عابدين، ج2 كتاب الطلاق ،فصل في ثبوت النسب ،مطلب الفراش على اربع مراتب' ص684)

ثبوت نسب کے لئے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت......

ثبوت نسب کے لئے کم سے کم مدت چھ ماہ اور فقہ حنفی کے بموجب زیادہ سے زیادہ دو برس ہے، یعنی اگر کسی عورت کو نکاح کے چھ ماہ بعد ہی لڑکا پیدا ہو جائے تو لڑکے کا نسب اسکے شوہر سے ثابت سمجھا جائے گا، اور اسے شوہر ہی کا لڑکا قرار دیا جائے گا، جس نے چھ ماہ پہلے اس سے نکاح کیا ہے، اسی طرح اگر کسی عورت کو طلاق مل چکی ہے یا اس کا شوہر انتقال کر گیا ہے، اس

نے طلاق کے بعد یا شوہر کی وفات کے بعد دو برس تک نکاح نہیں کیا اور ڈیڑھ دو برس کے دوران لڑکا پیدا ہو تو وہ لڑکا ثابت النسب سمجھا جائے گا، یعنی ایسے لڑکے کو ولد الحرام نہیں کہا جائے گا، بلکہ وہ طلاق دینے والے یا وفات شدہ شوہر کا بیٹا کہلائے گا۔

ثبوت نسب کے مزید دو طریقے......

علاوہ ازیں مزید دو طریقوں سے از روئے شرع نسب ثابت ہوتا ہے:

(1) اقرار (2) گواہی

مرد اقرار کرے کہ بچہ میرا ہے یا کوئی مرد یا عورت گواہی دے کہ یہ بچہ فلاں شخص کا ہے تو از روئے شرع اسی سے نسب ثابت ہوگا۔

لڑکے کا نسب' صاحب فراش سے ثابت ہوتا ہے، اس سلسلہ میں مسئلہ کی وضاحت کے لئے صحیح بخاری شریف کی روایت ملاحظہ ہو:

عن عائشة قالت كان عتبة بن ابي وقاص عهدالى اخيه سعدبن ابي وقاص ان ابن وليدة زمعة مني فاقبضه فلماكان عام الفتح اخذه سعد فقال انه ابن اخي قدعهدالى فيه فقام عبد بن زمعة فقال اخي وابن وليدة ابي ولدعلى فراشه

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کا بچہ مجھ سے ہے تو تم اسے حاصل کر لینا، پھر جب فتح مکہ کا سال آیا تو انہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجہ ہے' میرے بھائی نے اس کے بارے میں وصیت کی تھی، اور عبد بن زمعہ نے کھڑے ہو کر کہا: یہ میرا بھائی ہے' میرے والد کی باندی کا بچہ ہے جو' ان کے بستر پر پیدا ہوا،

فتساوقاالی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال سعد یارسول الله ابن اخی کان قدعهدالی فیه فقال عبد بن زمعة اخی وابن ولیدة ابی ولدعلی فراشه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم هو لک یا عبد بن زمعة ، الولد للفراش ، وللعاهر الحجر ، ثم قال لسودة بنت زمعة ،احتجبی منه لما رأی من شبهه بعتبة ، فما رآها حتی لقی الله.

ان دونوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مقدمہ پیش کیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بھائی نے اس بچہ کے بارے میں مجھے وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے' میرے والد کی باندی کا بچہ ہے، جوان کے بستر پر پیدا ہوا' تب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اے عبد بن زمعہ! وہ تمہارا (بھائی) ہے، پھر ارشادفرمایا: بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے، پھر ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس بچہ سے پردہ کرو! کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مشابہت عتبہ سے دیکھی، چنانچہ اس لڑکے نے سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا حتی کہ ان کا وصال ہوگیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب الولد للفراش حرة کانت او امة، حدیث نمبر6749)

لعان اور DNA رپورٹ......

اگر شوہر بچہ کی ولادت کے بعد ہی اس کا انکار کردے اور اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگا بیٹھے، لیکن دعوی کو ثابت کرنے کے لئے چار چشم دید گواہ پیش نہ کرسکے اور بیوی اس کا انکار

کرے تو اسلامی قانون کے مطابق لعان کا حکم دیا جائے گا اور اگر دونوں لعان کریں تو قاضی ان کے درمیان تفریق کردیگا اور بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہیں ہوگا، بلکہ بچہ ماں کی طرف منسوب ہوگا اور اگر DNA رپورٹ کے ذریعہ بچہ اپنی ماں کے شوہر سے معلوم ہورہا ہو، تب بھی اس کا اعتبار نہیں کیا جائیگا، کیونکہ DNA رپورٹ نہ لعان کے قائم مقام ہوسکتی ہے اور نہ ایسی صورت میں اس سے نسب ثابت کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے:

وإذا نفى الرجل ولد امرأته عقيب الولادة أو في الحال التي يقبل التهنئة ويبتاع آلة الولادة صح نفيه ولاعن به .	اور جب شوہر ولادت کے فوراً بعد لڑکے کا انکار کردے یا اسے مبارکباد پیش کئے جانے اور ولادت کے لئے ضروری سامان کے خریدنے وقت تو اسکا انکار کرنا درست ہے اور اس صورت میں وہ لعان کریگا۔

(فتاوی عالمگیری، ج1 کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ص518)

اگر زن وشو کے درمیان بچہ کے نسب کے بارے میں اختلاف واقع ہوجائے، لیکن لعان کے مطلوبہ شرائط نہ پائے جانے کی وجہ سے دونوں کے درمیان لعان کا حکم نہ دیا جائے یا شوہر نے بچہ کے لئے کھلونے خریدے یا اسے کسی نے مبارکباد دی اور وہ خاموش رہا یا لعان کا حکم صادر ہونے کے باوجود دونوں میاں بیوی لعان نہ کئے ہوں تو ان تمام صورتوں میں شوہر سے بچہ کے نسب کی نفی نہ ہوگی، خواہ اس پر حد واجب ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے:

رجل له امرأة فجاء ت بولد فنفاه وقال هذا الولد ليس مني أو قال هذا الولد من الزنا وسقط اللعان بوجه من الوجوه	کسی شخص کی بیوی نے بچہ جنم دیا، اس کے شوہر نے اس کی نفی کی اور کہا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے یا یہ کہا کہ یہ بچہ زنا کا ہے اور لعان کسی (شرط کے نہ پائے جانے کی) وجہ سے ساقط ہوگیا

فإنه لا ينتفي النسب سواء	تو اس سے نسب کی نفی نہیں ہوگی، بلکہ یہ بچہ اسی کی
وجب عليه الحد أو لم يجب	طرف منسوب ہوگا، خواہ اس شخص پر حد واجب
وكذلك إذا كان من أهل	ہو یا نہ ہو' اسی طرح مذکورہ شخص اور اس کی بیوی
اللعان فلم يتلاعنا فإنه لا ينتفي	دونوں لعان کے اہل ہوں، مگر دونوں نے باہم
النسب كذا في شرح	لعان نہیں کیا ہو تو ایسی صورت میں بھی نسب کی نفی
الطحاوي.	نہیں ہوگی۔

(فتاوی عالمگیری' ج1 کتاب الطلاق' الباب الحادی عشر فی اللعان' ص519)

لعان نہ ہونے کی مذکورہ بالا صورتوں میں چونکہ نسب کی دلیل فراش ساقط نہ ہونے کی بنیاد پر نسب کی نفی نہیں ہوتی، بلکہ بچہ اپنی ماں کے شوہر ہی کی طرف منسوب رہتا ہے، لہذا شرعاً وہ اپنے باپ کا وارث بھی ہوگا اور اس کا باپ بھی اس کا وارث رہیگا' اب اگر ایک عرصہ گزرنے کے بعد جب جائیداد کی تقسیم کا مرحلہ آئے اور دوسری بیوی کے بچے سابقہ واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے DNA ٹسٹ کروانے کا مطالبہ کریں اور ٹسٹ کروالیں تو خواہ DNA رپورٹ ماں کے خلاف نکلے یا ماں کے موافق نکلے، بچہ کا نسب باپ سے ثابت رہے گا اور وہ اس کا وارث رہیگا، اپنے باپ کے متروکہ میں دیگر ورثہ کے ساتھ حصہ دار رہے گا، کیونکہ ثبوت نسب کی دلیل فراش موجود ہے۔

قرینۂ فراش کے بالمقابل ناقابل اعتبار......

حدیث پاک "الولد للفراش وللعاهر الحجر" کے پیش نظر فقہاء کرام نے فراش ثابت ہونے کی صورت میں اس قوی ترین قرینہ کو بھی غیر معتبر گردانا ہے جو فراش کے خلاف دلالت کرتا ہو، جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ مندرجہ ذیل جزئیہ سے آشکار ہوتا ہے:

الا تری لوان مغربیا	کیا تم نہیں جانتے کہ اگر مغرب میں رہنے والے
تزوج بمشرقية	مرد نے، مشرق میں قیام پذیر خاتون سے نکاح کیا اور
وبینھما اکثر من ستة	ان دونوں کی جائے سکونت کے درمیان چھ مہینے سے
اشھر فجاء ت بولد	زیادہ مدت کا فاصلہ ہے، بایں حالت خاتون نے چھ
لستة اشھر ثبت نسبه	مہینے کی مدت کے ساتھ ہی بچہ جنم دیا تو بچہ کا نسب شوہر
منه لحدیث ''الولد	سے ثابت ہوگا، کیونکہ نص وارد ہے'' الولد
للفراش ''مع ان تصور	للفراش'' لڑکا صاحب فراش کے لئے ہے، حالانکہ
الاجتماع بینھما بعید	اس صورت میں زوجین کا ایک جگہ ہونا بہت بعید بات
جدا لکنه ممکن	ہے، تاہم نسب شوہر سے ثابت ہوگا، کیونکہ یہ امر بطور
بطریق الکرامة	کرامت ممکن ہے۔

(مجموعۃ رسائل لابن عابدین ج2 'ص128)

زوجین کے درمیان چھ مہینے سے زائد فاصلہ کے باوجود چھ مہینے کے فوراً بعد بچہ پیدا ہونے پر شوہر ہی کا قرار دیا جاتا ہے خواہ ان کے درمیان خلوت ثابت ہو یا نہ ہو و نیز تو ثبوت نسب کے مسئلہ میں شوہر کے علاوہ کسی اور شخص سے بچہ کی شباہت قابل اعتبار نہیں' اسی طرح صاحب فراش (شوہر) کے ہوتے ہوئے DNA رپورٹ' بدرجہ اولی نا قابل اعتبار ہے' لہذا ان بنیادوں پر صاحب فراش باپ سے بچہ کے نسب کی نفی نہیں ہوسکتی۔

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دعوی کرنے والے کے پاس شرعی بینہ موجود نہ ہو یا شوہر اور بیوی کے درمیان چھ مہینے سے زائد کا فاصلہ ہو اور ولادت چھ مہینے کے فوراً بعد ہوئی ہو تب بھی نسب' صاحب فراش سے ثابت ہوتا ہے، اس وجہ سے ثبوت نسب کے مسئلہ میں صاحب فراش کے ہوتے ہوئے دعوی کرنے والے سے نہ بچہ کی شکل وشباہت دیکھی جائے گی

اور نہ DNA ٹسٹ کروایا جائے گا، اگر DNA ٹسٹ کروایا جائے اور رپورٹ دعویدار کی تائید میں آئے یا مخالفت میں، زیر بحث مسئلہ میں بچہ بہرحال صاحب فراش کی طرف ہی منسوب ہوگا۔

لقیط کا نسب اور DNA رپورٹ کی حیثیت......

(6) اگر کسی بچہ کا نسب معلوم نہ ہو اور اس کی نسبت کئی افراد دعوی کررہے ہوں تو DNA ٹسٹ کی رپورٹ ثبوت نسب کے لئے قابل قبول ہوگی یا نہیں؟

ثبوت نسب سے متعلق شرعی اصول پر غور کرنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسی صورت پیش آئے کہ بچہ کا نسب معلوم نہ ہو، مثلاً ''لقیط'' ہو یعنی وہ بچہ جو کہیں پڑا ہوا پایا جائے اور اس کے کسی ذمہ دار وسرپرست کا پتہ نہ چلے یا زچگی خانہ میں بچے خلط ملط ہوجائیں اور شناخت باقی نہ رہے تو جس شخص نے اس کے نسب کا دعویٰ کیا اس کے دعویٰ کو بینۂ شرعی کے ساتھ قبول کیا جائے گا اور اسی کے ساتھ اس بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور اگر کئی دعویدار ہوں یا ایک ہی شخص دعویٰ کررہا ہو، لیکن اس کے پاس کوئی شرعی ثبوت نہ ہو تو کیا DNA ٹسٹ کو قیافہ شناسی پر قیاس کرتے ہوئے اس کی بنیاد پر بچہ کا نسب ثابت کیا جاسکتا ہے؟

اس مسئلہ کا حل پیش کرنے سے پہلے قیافہ شناسی سے متعلق فقہاء کرام کے مذاہب ذکر کئے جاتے ہیں، تاکہ جواب اچھی طرح واضح ہوجائے اور کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔

قیافہ شناسی سے متعلق ائمہ ثلاثہ کا مذہب......

فقہاء شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے پاس ثبوت نسب کے سلسلہ میں اقرار اور شہادت کے علاوہ، قیافہ بھی شرعی ثبوت ہے، ائمہ ثلاثہ نے صحیح بخاری وصحیح مسلم میں مذکور اس حدیث شریف سے

استدلال کیا ہے:

عن عائشة قالت دخل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم وهو مسرور فقال: یاعائشة الم تری ان مجززا المدلجی دخل فرای اسامة وزیدا وعلیهما قطیفة قدغطیا رء وسهما وبدت اقدامهما،فقال ان هذه الاقدام بعضهامن بعض.

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہشاش بشاش،تشریف لائے آپ کے چہرہ انور کے خطوط چمک رہے تھے،فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ابھی ابھی مجزز قیافہ شناس نے اسامہ بن زیداور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا، ان کے اوپر ایک چادر تھی، جوانکے سروں کو ڈھانکی ہوئی تھی،اس مجزز نے کہا کہ یہ قدم ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

(صحیح البخاری،کتاب الفرائض،باب القائف، حدیث نمبر:6771۔صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب العمل بالحاق القائف الولد،حدیث نمبر:3691)

شارح صحیح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے قیافہ شناسی کے بارے میں فقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہوئے لکھا:

واختلف العلماء فی العمل بقول القائف فنفاه ابو حنیفة واصحابه والثوری واسحاق واثبته الشافعی وجماهیر العلماء، والمشهور عن مالک اثباته فی الاماء و نفیه فی الحرائر وفی روایة عنه اثباته فیهما ودلیل الشافعی حدیث مجزز لان النبی صلی الله علیه وسلم فرح لکونه وجد فی امته من یمیز انسابها عند اشتباهها ولو کانت القیافة باطلة لم یحصل

بـذلک سـروره.(شـرح صـحيـح مسـلـم لـلـنـووی، کتـاب الرضاع،باب العمل بالحاق القائف الولد، ج1،ص471)

اگر نسب میں اختلاف وتنازع واقع ہواور ثبوت نسب کے لئے قیافہ شناسی سے قوی تر دلیل موجود نہ ہو یا دلائل میں تعارض ہوتو ایسی صورت میں فقہاء مالکیہ ،شافعیہ اور حنابلہ کے پاس قیافہ سے نسب ثابت کیا جاسکتا ہے جیسا کہ،موسوعہ فقہیہ ،حرف القاف ''قیافۃ'' کے تحت مرقوم ہے:

فـذهـب الـمـالـكية والشـافـعية والـحـنابلة الى اثبات النسب بـالـقيـافة واجـازوا الاعتماد عليهافى اثباته عند التنازع وعدم الـدليـل الاقـوى مـنهـا اوعـنـد تعـارض الادلة الاقوى منهـا.

(الموسوعةالفقهيةالكويتية ،حرف القاف ،قيافة)

DNA کے ذریعہ ثبوت نسب میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب......

یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے مذہب میں قیافہ شرعی ثبوت ہے،جبکہ DNA ٹسٹ قیافہ کے مشابہ ہے، کیونکہ قیافہ اور DNA ٹسٹ کے درمیان محض یہ فرق ہے کہ قیافہ شناسی میں جسم انسانی کے ظاہری آثار کو دیکھ کر نسب ثابت کیا جاتا ہے اور DNA ٹسٹ میں جسم کے خلیوں (Cells) میں موجود ڈی این اے کے ذریعہ پوشیدہ رموز کی بناء پر نسب معلوم کیا جاتا ہے۔

اس لئے اگر کئی افراد بچہ کے نسب کے دعویدار ہوں یا ایک ہی شخص دعویٰ کررہا ہو،لیکن اس کے پاس کوئی ثبوت موجود نہ ہو یا زچگی خانہ میں بچے خلط ملط ہوجائیں اور شناخت باقی نہ رہے تو چونکہ DNA ٹسٹ سے قوی تر کوئی اور ثبوت موجود نہیں، لہٰذا ائمہ ثلاثہ کے مذہب کے مطابق DNA ٹسٹ کے ذریعہ جس شخص کی نشاندہی ہو اس سے نسب ثابت کیا جائیگا۔

قیافہ شناسی کے بارے میں حنفی مذہب......

فقہاء احناف کے پاس قیافہ ثبوت نسب کے مسئلہ میں ناقابل اعتبار ہے' علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے:

ونفاه ابوحنيفة مطلقا لقوله تعالى" ولاتقف ماليس لك به علم" (الاسراء :36) وليس في حديث المدلجي دليل على وجوب الحكم بقول القافة لان اسامة كان نسبه ثابتا من زيد قبل ذلك ، ولم يحتج النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك الى قول احد وانماتعجب النبي صلى الله عليه وسلم من اصابة مجزز كمايتعجب من ظن الرجل الذى يصيب ظنه حقيقة الشئ الذى ظنه ولا يثبت الحكم بذلك وترك رسول الله صلى الله عليه وسلم الانكار عليه لأنه لم يتعاط في ذلك اثبات مالم يكن ثابتا.

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قیافہ کی مطلقاً نفی فرمائی، کیونکہ اللہ تعالی کا یہ ارشاد مبارک ہے: **ولاتقف ماليس لك به علم.** اور اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل: 36) اور مجزز مدلجی کی حدیث شریف میں قیافہ کا اعتبار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے، کیونکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا نسب کسی تردد کے بغیر پہلے ہی سے ثابت ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نسب کے ثبوت کے سلسلہ میں کسی کے قول کی ضرورت نہیں، البتہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجزز کی اصابت رائے سے تعجب اور خوشی ہوئی جیسے کسی شخص کو اس بات پر تعجب ہو کہ کوئی شخص محض اپنے گمان سے کسی چیز کی حقیقت تک پہنچ جائے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجزز کی بات کو اس لئے مسترد نہیں فرمایا کہ اس کے کہنے کی وجہ سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا نسب ثابت نہیں ہوا تھا، بلکہ وہ تو پہلے ہی سے ثابت شدہ تھا۔

(عمدة القارى شرح صحيح البخارى للعينى، ج11، كتاب المناقب ،باب صفة النبى صلى الله عليه وسلم ص300، حديث نمبر :3555،)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا محض اس وجہ سے تھا کہ غیر مسلموں پر حجت قائم ہوجائے، کیونکہ قیافہ شناسی سے نسب کا متمیز ہونا غیر مسلموں کے پاس مسلمہ تھا، یہ اسلام کا کوئی قاعدہ نہیں ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ اسلام میں چاند کا حکم رویت ہلال یا شہادت سے ثابت ہوتا ہے، علم فلکیات کے قواعد یا نجومیوں کے بیان سے ثابت نہیں ہوتا، اگر رویت ہلال کمیٹی نے چاند نظر آنے کا اعلان کیا' اس دوران علم فلکیات کے حساب سے معلوم ہوا کہ رویت ہلال کمیٹی کا جاری کردہ بیان صحیح ہے اور وہی پہلی تاریخ ہے جس کا رؤیت ہلال کمیٹی نے اعلان کیا ہے تو اس سے مسلمانوں کو خوشی ہوگی' لیکن اس خوشی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ علم فلکیات کے حساب کو اہل اسلام نے حجت شرعی مان لیا ہے، الغرض قیافہ شناسی شرعی ثبوت نہیں، اس بات کو ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ کافی ہے:

ولاتقف مالیس لک به علم جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو۔
(سورۃ بنی اسرائیل:36)

علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 483ھ) رقم طراز ہیں:

وحجتنا فی ابطال المصیر الی قول القائف ان الله تعالی شرع حکم اللعان بین الزوجین عند نفی النسب ،ولم یامر بالرجوع الی قول القائف فلو کان قوله حجة لامر بالمصیر الیه عند الاشتباه .	ترجمہ: قیافہ شناس کا قول نا قابل اعتبار ہونے پر ہماری دلیل یہ ہے کہ جب خاوند اور بیوی کے درمیان بچے کے نسب سے متعلق جھگڑا ہو، (خاوند نسب کا انکار کرے اور بیوی پر بدکاری کی تہمت لگائے، جبکہ بیوی کہے کہ میں نے کوئی بدکاری نہیں کی، یہ تمہارا بیٹا ہے) تو ایسی صورت میں اللہ تعالی نے شوہر اور بیوی کے درمیان ''لعان'' کو مشروع کیا ہے' یہ نہیں فرمایا کہ قیافہ شناس سے دریافت کرو، وہ شوہر اور متنازعہ بیٹے کو دیکھ کر بتلادے گا کہ یہ لڑکا شوہر کا بیٹا ہے یا نہیں، اگر قیافہ شناس کا کہنا ازروئے شریعت معتبر اور قابل قبول ہوتا تو لعان کے بجائے قیافہ شناس سے دریافت کرنے کا حکم دیا جاتا۔

(المبسوط لمحمد بن احمد السرخسی، کتاب الدعوی، باب الدعوی فی النتاج)

قیافہ اور DNA رپوٹ......

فقہائے احناف کے پاس چونکہ قیافہ' ثبوت نسب کے لئے دلیل نہیں قرار پاتا، بلکہ قرینہ کا درجہ رکھتا ہے، لہٰذا حنفی نقطۂ نظر کے مطابق DNA ٹسٹ شرعی ثبوت نہیں ،تاہم ظن وقرینہ کے درجہ میں ہے، البتہ DNA رپورٹ' قیافہ سے قوی تر قرینہ ہوگی ، کیونکہ قیافہ کی اساس ظن وتخمین ہے اور DNA رپورٹ کی بنیاد مشاہدہ ہے، البتہ اس میں بعض احتمالات پائے جاتے ہیں اس لئے DNA رپورٹ یقینی ثبوت نہیں ہوسکتی ، بلکہ قرینۂ قویہ کے درجہ میں ہوگی ،اب یہ غور کیا جائے کہ شریعت مطہرہ میں قرائن کا کیا درجہ ہے؟

(1) DNA ٹسٹ رپورٹ امر واقعی معلوم کرنے ، مجرم کو تلاش کرنے ، چھان بین وتفتیش کر کے تحقیقی طور پر فیصلہ کرنے میں معاون و مددگار ضرور ثابت ہوگی۔

(2) DNA ٹسٹ رپورٹ کے دریعہ مشتبہ شخص کا قتل کے سلسلہ میں جائے واردات پر موجود ہونیکا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔

(3) وبائی مہلک امراض کے قوی اندیشہ ہونے کی صورت میں بھور اطمنان ایک درجہ میں DNA ٹسٹ کی اجازت ہوسکتی ہے۔

احکام شرعیہ میں قرائن کی حیثیت......

فقہائے احناف کے پاس حدود وقصاص سے متعلق امور میں قرائن' نا قابل اعتبار ہوتے ہیں ونیز قرآن کریم وحدیث شریف کی صریح نصوص کے ہوتے ہوئے اس کے برخلاف قرآئن کا مطلقاً اعتبار نہیں کیا جاسکتا ہے، علامہ ابن عابدین شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

والقرائن مع النص لا تعتبر (مجموعۃ رسائل لابن عابدین، ج2ص129)

شریعت مطہرہ نے احکام قضاء میں بینہ، اقرار، قسم سے انکار، اور گواہی کو معتبر قرار دیا

ہے، اگر دو گواہ، ایسی گواہی دیں جو قرینہ کے سراسر خلاف ہو تو گواہی قابل اعتبار رہے گی، جب تک کہ حس وشعور اس کا انکار نہ کرے۔

قرینہ اگر بینۂ شرعی، اقرار وشہادت کے خلاف ہو تو اس کا اعتبار کلیۃً ساقط ہو جائیگا اور بینۂ شرعی کے مطابق فیصلہ کیا جائیگا، جیسا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم سے منقول حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف سے معلوم ہوا۔

ہاں بعض قرائن قطعی وحتمی ہوتے ہیں جیسا کہ البحر الرائق، کتاب الدعوی میں مرقوم ہے:

والحجة اما البينة اوالاقراراواليمين اوالنكول عنه اوالقسامة اوعلم القاضي بمايريدان يحكم به ا والقرائن الدالة على مايطلب الحكم به دلالة واضحة بحيث تصيره في حيز المقطوع به فقدقالوا لوظهر انسان من دار ومعه سكين في يده وهو متلوث بالدماء سريع الحركة عليه اثرالخوف ......

ترجمہ: حجت شرعی یا تو بینہ ہے یا اقرار ہے یا قسم ہے یا قسم سے انکار ہے یا قسامہ ہے یا قاضی (Judge) کا علم ہے جس کا وفیصلہ کر رہا ہو یا ایسے قرائن ہیں جو مطلوبہ حکم کوئی شخص کسی گھر سے نکلتا ہے، چاقو اس کے ہاتھ میں ہے، رفتار تیز ہے، اس پر ہیبت وخوف کی کیفیت طاری ہے، لوگ اس کو دیکھتے ہیں اور فوراً گھر کے اندر داخل ہوتے ہیں تو یہ منظر دکھائی دیتا ہے کہ ایک شخص ذبح کیا ہوا خون میں لت پت پڑا ہے، کوئی دوسرا شخص نہ مکان میں موجود ہے اور نہ کسی شخص کو مکان سے باہر نکلتے ہوئے کسی نے دیکھا تو وہی قاتل سمجھا جائیگا جو چاقو ہاتھ میں لئے ہوئے حیران وسرگرداں گھر سے نکلا، کسی نے اسے قتل کرتے نہیں دیکھا، لیکن یہ قرینہ قوی ترین اور یقینی ہے جو کہ حقیقی صورتحال کی طرف رہنمائی کر رہا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ قرائن مطلوبہ حکم پر اس قدر وضاحت کے ساتھ دلالت کرتے ہیں کہ اس کو قطعی ویقینی ثبوت کے درجہ میں کر دیتے ہیں۔

(البحر الرائق شرح کنزالدقائق، ج7، کتاب الدعوی، ص350)

قرآن کریم میں قرائن کا اعتبار......

شریعت اسلامیہ نے قرائن کو معتبر مانا اور اسے تسلیم کیا ہے جیسا کہ سابقہ شریعتوں میں بھی قرائن کا لحاظ کیا گیا تھا، قرآن کریم میں قرائن کے بیان کے بعد اس کے خلاف کوئی نص وارد نہیں ہوئی، جس سے معلوم ہوتا ہیکہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں قرائن ایک طرح سے درجۂ اعتبار رکھتے ہیں۔ یہاں قرآن کریم کے حوالہ سے چند قرائن کا ذکر کیا جاتا ہے

(1) حضرت یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص کا پھٹا ہوا نہ ہونا......

حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا جو خون آلود قمیص پیش کیا گیا وہ پھٹا ہوا نہیں تھا، حالانکہ یہ محال و ناممکن ہے کہ بھیڑیئے کے حملہ کی وجہ سے جسم زخمی و خون آلود ہوا اور لباس صحیح وسالم رہ جائے، لباس کا نہ پھٹنا قرینہ ہے کہ بھیڑیئے کے حملہ کرنے کا واقعہ پیش نہیں آیا، اسی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے قمیص ملاحظہ کی تو فرمایا:

متی کان ھذاالذئب حکیما	یہ بھیڑیا کب سے دانشمند ہوگیا کہ یوسف علیہ
یاکل یوسف ولایخرق	السلام کو کھاجاتا ہے اوران کی قمیص کونہیں پھاڑتا۔
القمیص قاله ابن عباس وغیره	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی،)

(2) حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کا پیچھے سے چاک ہونا......

حضرت یوسف علیہ السلام پر جب عزیز مصر کی زوجہ زلیخا نے تہمت لگائی تو گہوارہ سے شیرخوار بچہ نے گواہی دی کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص سامنے سے چاک ہوتو زلیخا سچائی پر ہے اور اگر پیچھے سے چاک ہوتو حضرت یوسف علیہ السلام حق پر ہیں۔ یہاں قمیص کا پیچھے سے چاک ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کی براءت وصداقت کا قرینہ ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الكٰذِبِيْنَ. وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ. فَلَمَّا رَأٰى قَمِيصَهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ۔	اوراس کے اہل سے ایک گواہی دینے والے نے گواہی دی کہ اگر ان (یوسف علیہ السلام) کا قمیص آگے سے پھٹا ہوا ہوتو اس (زلیخا) نے سچ کہا اور وہ جھوٹوں میں سے ہیں اور اگر ان کا قمیص پیچھے سے پھٹا ہوا ہوتو اس (زلیخا) نے جھوٹ کہا اور وہ (یوسف علیہ السلام) سچ کہنے والوں میں سے ہیں پھر جب اس (عزیز مصر) نے آپ کے قمیص کو سامنے سے پھٹا ہوا دیکھا تو کہا کہ یقیناً یہ تمہارے فریب سے ہے اور تمہارا فریب بڑا ہے۔

(سورۃ یوسف' 26 تا 28)

(3) حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ......

دوعورتیں اپنے ساتھ دو بچوں کو لئے جارہی تھیں، اچانک بھیڑیا آیا' ایک عورت کے بچہ کو لے گیا: ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھیڑیا تیرے بچہ کو لے گیا ہے' دوسری نے پہلی سے کہا: بلکہ تیرے بچہ کو لے گیا، چنانچہ ان دونوں نے اپنا مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کیا، آپ نے بڑی عورت کے حق میں بچہ کا فیصلہ فرمایا، پھر وہ دونوں وہاں سے روانہ ہورہی تھیں کہ انہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے طلب فرمایا تو وہ دونوں آپ کی خدمت میں رجوع ہوکر سارا ماجرا کہہ سنائیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: چھری لاؤ تا کہ میں بچہ کے دوٹکڑے کر کے نصف نصف تقسیم کردوں، اس پر بڑی عورت راضی ہوگئی اور چھوٹی عورت نے انکار کیا اور کہنے لگی: حضرت ایسا نہ کیجئے، اللہ آپ پر رحم کرے، یہ بچہ اسی بڑی عورت کا ہے، بچہ اسے دیدیں' تب آپ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ بچہ دراصل چھوٹی عورت کا ہے، اسی کو دیا جائے۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر 79 کی تفسیر میں ہے:

وأخرج أحمد والبخاری ومسلم والنسائی ، عن أبی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : بینما امرأتان معهما ابنان لهما ، جاء الذئب فأخذ أحد الابنین، فتحاکما إلی داود فقضی له للکبری فخرجتا فدعاهما سلیمان فقال :هاتوا السکین أشقه بینهما .فقالت الصغری : یرحمک الله ، هو ابنها لا تشقه. فقضی به للصغری .

(الدرالمنثور،سورۃالانبیاء:79)

اس چھوٹی عورت کا اپنی شفقت مادری کی بنا اس بچہ کے چیر دیئے جانے پر راضی نہ ہونا اور بڑی عورت کا راضی ہوجانا اس بات پر قرینہ ہے کہ بچہ چھوٹی عورت کا ہے۔

احادیث شریفہ میں قرائن کا اعتبار......

احادیث شریفہ میں بھی قرائن معتبر ہونے کے نظائر موجود ہیں، جیسا کہ نکاح کے سلسلہ میں دوشیزہ کی رضامندی سے متعلق حدیث پاک وارد ہے:

والبکر تستامر واذنها سکوتها. ترجمہ: دوشیزہ سے اجازت لی جائیگی اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح،باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت،حدیث نمبر:3542)

اس حدیث پاک میں حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے باکرہ لڑکی کی خاموشی کو رضامندی واجازت قرار دے کر قرینہ کو قابل قبول اور لائق عمل ٹھرایا ہے۔

فقہی جزئیات اور قرائن کا اعتبار......

نیز اصول شریعت کی روشنی میں بیان کردہ مسائل فقہیہ سے بھی رہنمائی ملتی ہے کہ قرائن کلی طور پر تو نہیں لیکن ایک حد تک قابل اعتبار ہیں، مجموعۃ رسائل ابن عابدین ج2 ص127 میں ہے:

(ویقرب) من ذلک مسائل کثیرة ایضا حکموا فیها قرائن الاحوال العرفیة کمسئلة الاختلاف فی المیزاب وماء الطاحون ...... وتجویزهم الشهادة بالملک لمن رأیت بیده شیئًا یتصرف به ...... وکذا مسئلة اختلاف الزوجین فی امتعة البیت یجعل القول لکل واحد منهما فی الصالح له وللزوج فی غیره وحبس المتهم بقتل ونحوه عند ظهور الامارات وجواز الدخول بمن زفت الیه لیلة العرس وان لم یشهد عدلان بانها زوجته .

ترجمہ: قرائن کے سلسلہ میں فقہاء احناف نے تفصیل بیان کی ہے اورحقوق العباد سے متعلق قرائن عرفیہ کومعتبر قرار دیا ہے، جیسے کسی چیز پر قبضہ اور اس میں تصرف ملکیت کا قرینہ و دلیل ہے،اسی طرح گھر کے سازوسامان میں زوجین کا اختلاف ہوتو شوہر کے لئے قابل استعمال سامان کے بارے میں شوہر کا قول معتبر ہوگا،اور عورت کے قابل استعمال سامان کے سلسلہ میں عورت کا قول قبول کیا جائیگا قتل وغیرہ جیسے جرائم میں متہم و ملزم کے خلاف علامتوں کا پایا جانا ایسا قرینہ ہے جو اس کے قید کئے جانے کے لئے کافی ہے،نوشہ کے پاس شب زفاف رخصت کی جانی والی دلہن کے ہاں اسکا جانا اسی ظاہری قرینہ کی بنا پر جائز ہے اگرچہ یہ اس کی بیوی ہے کہہ کر دو عادل گواہ گواہی دینے کے لئے وہاں موجود نہ ہوں۔

شرعی ثبوت موجود ہوتو قرینہ معتبر نہیں......

اگر DNA رپورٹ شریعت کے مقرر کردہ اصول کے خلاف کسی کے نسب کی نشاندہی کررہی ہوتو یہ رپورٹ ثبوت نسب کے لئے قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ DNA ٹسٹ صرف ظن وتخمین کا فائدہ دینے والا ایک جدید ٹیکنکل تجربہ ہے،البتہ فراش اور بینہ موجود نہ ہونے

کی صورت میں چونکہ DNA ٹسٹ علامت اور قرینہ کا درجہ رکھتا ہے لہذا ثبوت نسب میں اس کا اعتبار رہیگا اوراس کے موافق نسب ثابت کیا جائیگا۔

اگر ایک ہی شخص دعویدار ہو اور عقلی وشرعی طور پر اس کا اقرار ممکن بھی ہو تو چونکہ اقرار بجائے خود شرعی بینہ ہے اوراس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہیں لہذا ایسی صورت میں DNA ٹسٹ کروانے کی ضرورت نہیں، دعوی واقرار کرنے والا شخص ہی شرعاً اس بچہ کا باپ قرار پائے گا۔

ذیل میں مذکورفقہ کے جزئیہ سے اس مسئلہ کی تائید وتقویت ہوتی ہے، درمختار میں ہے

(وان) ادعاه خارجان و(وصف احدهما علامة به) ای بجسده لا بثوبه (ووافق فهو احق) اذالم یعارضها اقوی منها.

ترجمہ: اگر دواجنبی اشخاص بچہ کا دعوی کریں اوران میں سے ایک نے بچہ کے جسم پر موجود علامت کی نشاندہی کی اور وہ علامت اس کی نشاندہی کے مطابق پائی گئی تو اس قرینہ کی وجہ سے بچہ اسی کا قرار پائیگا جبکہ اس کے خلاف اس سے قوی تر قرینہ موجود نہ ہو‘ اگر وہ کپڑے پر موجود علامت کی نشاندہی کرے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائیگا۔

(الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار، ج3‘ کتاب اللقیط‘ ص 346)

مذکورہ جزئیہ میں جس طرح بچہ کے جسم پر علامت بتلانے والے شخص سے نسب کا فیصلہ کیا گیا اسی طرح شرعی ثبوت نہ ہونے کی صورت میں DNA رپورٹ کے ذریعہ جس شخص کی نشاندہی ہو‘ بچہ کواس کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے۔

DNA رپورٹ کے ذریعہ ثبوت نسب کا حکم......

حنفی نقطۂ نظر کے مطابق قیافہ اور DNA رپورٹ‘ ثبوت نسب کے لئے شرعی بینہ کی حیثیت نہیں رکھتے‘ یہ قرینہ کے درجہ میں ہیں‘ قرائن سے متعلق ذکر کردہ تفصیل اور مذکورۂ بالا جزئیہ کو

پیش نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے کہ اگر کئی افراد دعویدار ہوں یا ایک ہی شخص دعوی کررہا ہو،لیکن اس کے پاس کوئی شرعی ثبوت موجود نہ ہو یا زچگی خانہ میں بچے خلط ملط ہوجائیں اور شناخت باقی نہ رہے تو چونکہ DNA رپورٹ جو کہ قرینہ کے درجہ میں ہے اور حنفی نقطۂ نظر سے بینہ اورنص موجود نہ ہونے کی صورت میں قرائن قابل اعتبار ہیں،اس وجہ سے ایسی صورت میں DNA رپورٹ کے ذریعہ جس شخص کی نشاندہی ہو،اس سے نسب ثابت کیا جائیگا۔

زیر بحث مسئلہ میں تمام فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق DNA رپورٹ قابل اعتبار ہے لیکن فقہاء احناف اور دیگر فقہاء کے مسلک کے درمیان فرق یہ ہے کہ فقہاء احناف کے پاس DNA رپورٹ قرینہ کے درجہ میں رہے گی اور دیگر فقہاء کے پاس بینہ کے درجہ میں۔

کیا DNA رپورٹ کی بنیاد پر زانی کی شناخت ہوگی؟......

(7) زنا کا جرم ثابت کرنے کے لئے آیا DNA رپورٹ قابل اعتبار ہے یا نہیں؟

DNA ٹسٹ کے ذریعہ جو علم حاصل ہوتا ہے وہ قرینہ اور ظن کے درجہ میں ہے جیسا کہ مذکورۂ بالا مباحث سے معلوم ہوا،لیکن اس کو شرعی گواہی کے برابر نہیں قرار دیا جاسکتا، جبکہ حدود وقصاص کے مقدمات میں شریعت اسلامیہ نے نہایت سخت شرائط رکھی ہیں، حد زنا کے لئے ایسے چار مسلمان، عاقل، بالغ، عادل مرد افراد کی گواہی ضروری قرار دی جو سرمہ دانی میں سلائی یا ڈول میں رسی داخل کرنے کے منظر کی گواہی دیتے ہوں۔

ثبوت زنا کے دو طریقے......

(1) اقرار:

اس میں دورائے نہیں کہ زنا نہایت ہی قبیح جرم ہے،اس سے انسان کی عزت

وآبرو داغدار ہوتی ہے اور اس کی سزا بھی حد درجہ سنگین ہے اس لئے اس جرم کو ثابت کرنے کے لئے بڑی احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہے، جس اقرار سے یہ جرم ثابت ہوتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ اس فعل کا ارتکاب کرنے والا، حاکم اسلام یا اس کے نائب کے سامنے چار مرتبہ واضح الفاظ میں اقرار کرے کہ اس نے یہ بدترین فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے:

عن سليمان بن بريدة عن أبيه قال جاء ماعز بن مالک إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله طهرني .فقال ويحک ارجع فاستغفر الله وتب إليه .قال فرجع غير بعيد ثم جاء فقال يا رسول الله طهرني .فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويحک ارجع فاستغفر الله وتب إليه .قال فرجع غير بعيد ثم جاء فقال يا رسول الله طهرني .فقال النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلک	حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر یہ عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پاک فرمایئے' تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: خدا تم پر رحم کرے واپس چلے جاؤ اور اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرو اور توبہ کرو۔ راوی کہتے ہیں: وہ کچھ دور گئے' پھر حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پاک فرمایئے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا تم پر رحم کرے! واپس چلے جاؤ اور اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرو اور توبہ کرو۔ تیسری مرتبہ بھی انہوں نے یہی عرض کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہی جواب عنایت فرمایا'

حتى إذا كانت الرابعة	یہاں تک کہ جب چوتھی مرتبہ یہی الفاظ دہرائے تو
قال له رسول الله صلى	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میں تمہیں
الله عليه وسلم فيم	کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے عرض کیا: زنا
أطهرك .فقال من	سے ۔ (صحیح بخاری میں یہ مذکور ہے: شاید تم نے
الزنى .فسأل رسول	صرف بوسہ لیا ہو یا نظر بازی کی ہو، انہوں نے عرض
الله صلى الله عليه	کیا: نہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ۔) حضور صلی
وسلم أبه جنون .فأخبر	اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا انہیں جنون تو نہیں
أنه ليس بمجنون .	لاحق ہوا ہے؟ عرض کیا گیا کہ وہ مجنون نہیں ہیں،
فقال أشرب خمرا .	پھر فرمایا: کیا اِنہوں نے شراب پی ہے؟ ایک صاحب
فقام رجل فاستنكهه	نے اٹھ کر ان کے منہ کی بو سونگھی تو ان کے پاس
فلم يجد منه ريح	شراب کی بو نہ پائی، راوی کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ
خمر .قال فقال رسول	وسلم نے فرمایا: کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے عرض
الله صلى الله عليه	کیا: ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو حضور صلی
وسلم أزنيت .فقال	اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں رجم کا حکم
نعم.أمر به فرجم.	فرمایا: اور انہیں رجم کیا گیا۔

(صحیح مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، حدیث نمبر:3207، صحیح البخاری، كتاب الحدود ،باب هل يقول الامام للمقر لعلک لمست او غمزت، حدیث نمبر:6324)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا کہ جہاں تک ہو سکے شبہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے حد

ساقط کرنے کی کوشش کی جائے اور جب تک شرعی اصول کے مطابق اقرار یا گواہی کے ذریعہ جرم ثابت نہ ہو، حد جاری نہ کی جائے۔

(2) شہادت:......

ثبوت زنا کے لئے شہادت میں بھی حد درجہ احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہے، زنا کے ثبوت کے لئے چار ایسے مرد گواہ ہونے چاہئیں جو مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد اور عادل ہوں، جن کی شہادت اور دیانت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہو اور گواہی بھی اس طرح دیں کہ انہوں نے ملزم اور ملزمہ کو عین حالت مباشرت میں دیکھا ہے، جس طرح سرمہ دانی میں سلائی اور کنویں میں رسی۔ اگر گواہوں کے درمیان جگہ، وقت، مزنیہ عورت اور دیگر متعلقہ امور کے بارے میں اختلاف پایا جائے تو ان کی گواہی نا قابل قبول ہوگی اور حد زنا نہیں لگائی جائے گی۔

اس کی صراحت علامہ ابن نجیم اس طرح فرماتے ہیں:

(فان بینوا و قالوا رأیناه وطئها کالمیل فی المکحلة وعدلوا سرا وجهرا حکم به) لظهور الحق و وجوب الحکم به علی القاضی. (البحر الرائق شرح کنزالدقائق، کتاب الحدود، ج 5، ص 9)

اگر کسی سے اس طرح کی غلطی سرزد ہو جائے تو حاکم کے پاس جانے سے پہلے آپسی نصیحت وتذکیر سے ہی اس معاملہ کو حل کرنا چاہیے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نعیم بن ہزال سے فرمایا: جنہوں نے ماعز رضی اللہ عنہ کو بارگاہ رسالت میں اس جرم کا اقرار کرنے کے لئے بھیجا تھا: لو سترته بثوبک کان خیرا لک، اگر تم انہیں اپنے کپڑے میں ڈھانپ لیتے تو تمہارے لئے بہتر ہوتا، نیز یہ بھی ارشاد ہے:

تعافوا الحدود فیما بینکم فما بلغنی من حد قد وجب.

آپس میں حدود سے درگزر کرتے رہو! لیکن جب کوئی جرم مجھ تک پہنچ جائے گا تو پھر اس کی حد کا نفاذ ضروری ہوجائے گا۔

(سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب العفو عن الحدود مالم تبلغ السلطان، حدیث نمبر:3804، سنن النسائی، کتاب قطع السارق، باب ما یکون حرزا ومالا یکون، حدیث نمبر:4802)

نصوص بالا سے ہمیں یہ روشنی ملتی ہے کہ زنا کا جرم ثابت کرنے کے لئے حد درجہ یقینی ضابطوں کو لاگو کیا گیا، بذات خود اقرار کی صورت میں مجرم کو حاکم یا اسکے نائب کے سامنے صریح الفاظ میں کہنا پڑیگا اور اس جرم کی شہادت کے سلسلہ میں یہ صراحت کی گئی کہ عین حالت مباشرت کے وقت چار مسلمان عادل گواہوں کا دیکھنا شرط ہے ونیز زمان ومکان اور دیگر امور میں گواہوں کے اختلاف سے گواہی قابل قبول نہ ہوگی، DNA ٹسٹ کی حیثیت چونکہ ایک قرینہ کی ہے اور قرینہ عینی مشاہدہ وقطعی دلیل کے درجہ میں نہیں لہذا DNA زنا کی حد جاری کرنے کے لئے قابل قبول نہیں ہوسکتا۔

حدود وقصاص میں DNA رپورٹ ناقابل اعتبار......

ثبوت جرم میں اگر کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے تو حد ساقط کرنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ادرء وا الحدود بالشبہات
ترجمہ: شبہات کی وجہ سے حدود ساقط کردو۔ (کنز العمال، کتاب الحدود، الباب الاول، الفصل الثانی، حدیث نمبر:12972)

حد زنا ثابت کرنے کا معیار اس قدر سخت ترین رکھا گیا ہے کہ اس کسوٹی پر بہت کم ہی مقدمات پورے اترتے ہیں، اس قانون کی سختی اور معیار کی بلندی کا عالم یہ ہے کہ اگر چار کے بجائے تین گواہان' بدکاری سے متعلق عینی مشاہدہ بیان کرتے ہیں، اس کے باوجود چونکہ

چار کا عدد مکمل نہیں ہو رہا ہے جو نص قطعی سے ثابت ہے، لہٰذا حد زنا جاری نہیں کی جائیگی، بلکہ ان تینوں گواہوں کو حد قذف کے اسی (80) کوڑے لگائے جائینگے، اگر DNA رپورٹ حد زنا کے اثبات میں قبول کی جائے تو کیا DNA رپورٹ جو بہرحال ایک مشینی عمل اور میڈیکل تجربہ ہے، کیا تین عاقل و بالغ، باشعور افراد کے مشاہدہ سے زیادہ قابل قبول اور لائق توجہ ہے؟ ہرگز نہیں!۔

حدود وقصاص کے اثبات میں ان کڑی شرائط وقیود اور فقہاء کرام کے بیان کردہ جزئیات سے عیاں ہوتا ہے کہ DNA رپورٹ کی بنا پر شرعی حدود یا قصاص کا حکم نہیں دیا جاسکتا، D N A ٹسٹ کو حدود وقصاص کے سخت ترین احکام کے اثبات میں مؤثر وکارفرما قرار دینے سے پہلے غور کیا جائے کہ کسی شادی شدہ شخص کا ایک خلیہ عورت کے پاس پایا جائے یا قتل کی جائے واردات سے حاصل کیا جائے تو کیا اس ادنی سی وجہ سے ایک انسانی جان ختم کر دی جائے گی؟۔

حالانکہ اسلام نے جان ومال، عزت وآبرو کو حرمت وتقدس سے نوازا ہے، کسی شخص کی جان کو ناحق ختم کرنا پوری انسانیت کے خاتمہ کے برابر ہے، جبکہ یہ احتمالات بھی موجود ہیں کہ وہاں زانی کے علاوہ کسی اور کا خلیہ دستیاب ہو جیسے اس واقعہ سے پہلے کسی چیز کے تبادلہ میں عورت کے لباس یا ناخن میں کسی شخص کی جلد کا حصہ رہ گیا ہو یا واقعہ کے بعد مظلومہ کو دواخانہ پہنچانے والے شخص کا کوئی حصہ اس کے لباس یا ناخن سے ٹکرایا ہو۔

یہ بات اصول دین سے بعید معلوم ہوتی ہے کہ اس قدر موہوم وجہ سے کسی شخص پر حد زنا جاری کر دی جائے!

زنا کے مقدمہ میں DNA ٹسٹ کروانے کی ممانعت......

زانی کا پتہ لگانے کے لئے چونکہ شرعاً چار مرتبہ خود اسی کا اقرار یا زنا سے متعلق چار

عادل گواہوں کی گواہی ضروری ہے' اس کے بغیر زنا ثابت نہیں ہوتا ' زنا کے مقدمہ میں DNA ٹسٹ کروانے کی جہاں تک بات ہے، ظاہر ہے کہ اس میں مادۂ منویہ حاصل کر کے ہی DNA ٹسٹ کیا جاتا ہے، لہذا زنا کے مقدمہ میں DNA ٹسٹ کروانے کی شرعاً اجازت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ کسی مرد یا عورت کے مادۂ منویہ کے حصول کے لئے کئی حرام امور کا ارتکاب لازم آتا ہے، بے ستری، بے پردگی، نطفہ کا ضیاع وغیرہ، اور اگر اس کی اجازت دے دی جائے تو اس کے ذریعہ بے حیائی کا ایک اور دروازہ کھل جائے گا، جس بیماری کو دور کرنے کے لئے دوا کی جارہی ہے، اس کا یہ طریقۂ علاج کہیں اسی بیماری کے پھیلنے کا سبب نہ بن جائے۔

اس کے باوجود اگر مشکوک شخص کا DNA ٹسٹ کروایا جائے اور رپورٹ کی رو سے اسی شخص کی نشاندہی ہو تو DNA رپورٹ کی بناء پر اس شخص کو زانی نہیں کہا جاسکتا، البتہ اسے قید کر کے پوچھ تاچھ کی جاسکتی ہے، اگر DNA رپورٹ آنے کے بعد مجرم چار مرتبہ زنا کا اقرار کر لے یا چار گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو جائے تو اس پر حدِ زنا لازم ہوگی' اور اگر کسی پر زنا کا الزام عائد کیا گیا' اس پر چار عادل گواہ موجود ہوں جو سرمہ دانی میں سلائی داخل کرنے کی مانند جنسی عمل کرتے ہوئے دیکھے ہوں، لیکن DNA رپورٹ کے ذریعہ اسی شخص کی شناخت نہیں ہوئی بلکہ اس کے برعکس کوئی اور شخص زانی معلوم ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں ان گواہوں کی عدالت و دیانت سے متعلق مزید تحقیق کر لی جانی بہتر ہے' تاہم چار گواہوں کی عدالت و دیانت کے ساتھ گواہی کی بنیاد پر حد جاری کی جائیگی اور DNA ٹسٹ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

لعان اور DNA ٹسٹ کا حکم ......

اگر شوہر اپنی بیوی پر تہمت لگا کر بچہ کے نسب کا انکار کرے، لیکن چار چشم دید گواہ پیش نہ کر سکے اور عورت بھی اسکی تصدیق نہ کرے تو قانون اسلامی کی رو سے ان دونوں پر لعان ضروری ہے' لعان کے ساتھ ہی قاضی دونوں کے درمیان تفریق کرے گا اور شوہر سے نسب

منتفی ہوجائے گا' بچہ ماں کی طرف منسوب ہوگا' اگر شوہر لعان کرنے سے انکار کرے تو اس پر حدقذف جاری کی جائیگی، اور بچہ اسی کی طرف منسوب ہوگا' بہرصورت بچہ کا DNA ٹسٹ کروانے کی ضرورت نہیں اگر ٹسٹ کروایا جائے تو نسب کے باب میں رپورٹ کا شرعاً کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

DNA سے متعلق ذکر کردہ احکام بیک نظر......

ہر مسئلہ کی بابت تفصیلی طور پر گفتگو کے بعد قارئین کی سہولت کی خاطر DNA سے متعلق مذکورہ شرعی احکام کا خلاصہ اور تحقیق کا لب لباب پیش کیا جاتا ہے، تاکہ تمام احکام یکجا پیشِ نظر ہوجائیں۔

(1) شریعت مطہرہ کی روشنی میں DNA ٹسٹ کی رپورٹ کو شرعی ثبوت و بینہ کا درجہ نہیں دیا جاسکتا' تاہم اس کی حیثیت ظن و قرینہ کے درجہ میں ہوگی، چنانچہ جن امور کے اثبات کے لئے ازروئے شرع بینہ و دلیل ضروری ہے وہاں بینہ نہ پائے جانے کی صورت میں DNA ٹسٹ کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات ثبوت مقدمہ کے لئے دلیل و حجت نہیں ہوسکتیں، البتہ جن امور کے اثبات کے سلسلہ میں شرعاً قرائن سے مدد لی جاسکتی ہے وہاں DNA ٹسٹ کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات معتبر سمجھی جائیں گی۔

لہٰذا DNA ٹسٹ رپورٹ جرم ثابت کرنے کا مستقل ذریعہ اور یقینی ثبوت نہیں ہوسکتی، ہاں امر واقعی معلوم کرنے، مجرم کو تلاش کرنے اور چھان بین و تفتیش کرکے تحقیقی طور پر فیصلہ کرنے میں معاون و مددگار کی حیثیت رکھتی ہے اور قرینۂ مساعدہ ثابت ہوسکتی ہے اور اس کی وجہ سے مشتبہ شخص کو حقیقت کے اقرار کرنے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے، لیکن محض اس کی بنیاد پر حدود' قصاص یا دیت کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

کوئی بھی شخص کسی اور کا DNA لے کر ٹسٹ نہیں کرواسکتا، اور بلاضرورت اپنا ہی

DNA ٹسٹ کروانا بھی اسراف اور لغو عمل ہوگا اور اس کے لئے جو مال اور وقت صرف ہوتا ہے' محض اسراف ہے۔

DNA ٹسٹ' بہرحال ایک مشینی عمل اور سائنسی تجربہ ہے، جو کسی باشعور، عدالت شعار شخص کی گواہی کے برابر نہیں ہوسکتا، ہاں بعض مسائل میں جہاں صرف ایک شخص کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے وہاں معاملہ کی نوعیت کے لحاظ سے DNA ٹسٹ قابل اعتبار ہوگا۔

(2) قتل کے مقدمہ میں اگر شرعی بینہ موجود نہ ہو اور مقدمہ کی مزید تفتیش اور امر واقعی سے آگہی کے لئے مجرم کا DNA ٹسٹ کروانے کی ضرورت محسوس کی جائے اور حاکم اس کا مطالبہ کرے تو متہم شخص کو چاہئے کہ اپنا DNA ٹسٹ کروائے، اگر متہم افراد اپنا DNA ٹسٹ کروانے سے انکار کریں تو قاضی انہیں اس کے لئے مجبور کرسکتا ہے۔

البتہ اس متہم شخص کا DNA ٹسٹ کروانے کے بعد رپورٹ کے ذریعہ اس کی نشاندہی ہوتی ہو تو محض اس رپورٹ کی بنیاد پر اسے قاتل قرار دیا جاکر قصاص یا دیت کا حکم نہیں دیا جاسکتا، اس لئے کہ DNA ٹسٹ کے ذریعہ اس بات کا علم تو ہوتا ہے کہ فلاں شخص جائے واردات پر موجود تھا، لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہی مجرم تھا یا جرم میں شریک یا مددگار بھی تھا' چونکہ DNA ٹسٹ عینی مشاہدہ نہیں اس لئے کہ اس میں کئی احتمالات ہوسکتے ہیں' ممکن ہے کہ جائے واردات سے جس شخص کا فارنسک نمونہ (forensic sample) لیا گیا' وہ ایسے شخص کا ہو جو امداد کی غرض سے مظلوم کی جان بچانے کے لئے آیا تھا یا اس شخص کا ہو جو وہاں پہلے ہی سے موجود تھا اور گھبرا کر اپنے تحفظ کی خاطر جائے واردات سے راہ فرار اختیار کیا ہو اور اس اثنا میں اس کا ناخن' بال وغیرہ مقام واردات پر گر گیا ہو، اس طرح کے احتمالات کی بنیاد پر چونکہ اصلی قاتل سے متعلق صورت حال قطعی نہیں رہتی بلکہ مشتبہ ہوجاتی ہے اس لئے ایسی صورت میں DNA ٹسٹ سے قاتل کی نشاندہی کی جاکر اسے مستحق سزا قرار نہیں دیا جاسکتا تاوقتیکہ وہ

اقرار نہ کرلے۔

ہاں اس پر قتل کا شبہ ہوسکتا ہے لیکن شبہ کی بنیاد پر حاکم حد جاری نہیں کرسکتا' کیونکہ شبہ کی وجہ سے حدود ساقط ہوجاتے ہیں ،''DNA ٹسٹ' 'قتل کا کلیدی و بنیادی ثبوت نہیں قرار پاتا، تاہم جرم کی تحقیق وتفتیش کی راہ میں معاون ہوسکتا ہے، اگر DNA رپورٹ کے ذریعہ کوئی آدمی قصوروار معلوم ہوتا ہوتو اسے قید کیا جاسکتا ہے، اس پر نفسیاتی دباؤڈالتے ہوئے پوچھ تاچھ کی جاسکتی ہے، تاکہ اگر وہ جرم کا ارتکاب کیا ہوتو حقیقت کا اقرار کرلے، اگر وہ اقرار نہ کرے اور کوئی گواہ بھی موجود نہ ہوتو اُسے قانونی طور پر قاتل نہیں قرار دیا جاسکتا۔

(3) اگر DNA رپورٹ کے ذریعہ معلوم ہو کہ شوہر دماغی طور پر غیر متوازن اور مجنون ہے تو محض اس کی بنا پر عورت کو مطالبۂ فسخِ نکاح کا اختیار حاصل نہ ہوگا، کیوں کہ جنون کوئی حد درجہ پوشیدہ مرض نہیں، بلکہ اس کے اثرات ظہور پذیر ہوتے ہیں، لہذا اگر شوہر سے عملی طور پر آثار جنون ظاہر ہوں اور ماہر معالجین نے اس جنون کو لاعلاج اور دائمی قرار دیا ہوتو اس صورت میں بیوی کو فسخ کے مطالبہ کا حق رہیگا اور اس کے مطالبہ پر قاضی فسخ نکاح کریگا، اگر جنون عارضی یا قابل علاج ہوتو عورت کو فی الفور فسخ نکاح کا حق حاصل نہ ہوگا، بلکہ ایک سال تک شوہر کو علاج کی مہلت دی جائیگی' اگر ایک سال کے دوران مرض دور نہ ہوتو ایک سال کے بعد عورت کو اختیار رہے گا' چاہے فسخ نکاح کا مطالبہ کرے' چاہے اسی کے ساتھ رہے۔

(4) جہاں تک نکاح سے پہلے لڑکا یا لڑکی کا DNA ٹسٹ کروانے کا سوال ہے، یہ معلوم کرنے کے لئے کہ لڑکا یا لڑکی کسی مہلک وخطرناک بیماری میں مبتلا تو نہیں یا آئندہ کوئی خاندانی بیماری تو نہیں پیدا ہوگی' اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ DNA ٹسٹ کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ زندگی کا کوئی گوشہ اس سے خارج نہیں، اگر ہر شخص کے لئے نکاح سے پہلے DNA ٹسٹ لازمی قرار دیا جائے تو چونکہ سائنس

دانوں کے بموجب اس کے ذریعہ تمام اندرونی آئندہ پیش آنے والی بیماریاں معلوم ہوسکتی ہیں، جبکہ جسم انسانی میں متعدد بیماریاں پنہاں ہوتی ہیں اورایک عرصہ کے بعد ابھرتی ہیں، اگر DNA ٹسٹ کے ذریعہ آئندہ پیش آنے والے پوشیدہ امراض معلوم کئے جائیں تو کوئی بھی شخص جسے معلوم ہو کہ فلاں لڑکی مستقبل میں بیمار ہونے والی ہے‘اس سے نکاح کرنا نہیں چاہے گا، یہی صورتحال لڑکے کا DNA ٹسٹ کروانے پر لڑکی کی نسبت رہے گی اور معاشرہ کے بہت سارے لڑکے اور لڑکیاں بلا نکاح رہ جائیں گی اور مختصر سے عرصہ میں اس صورت حال کے خطرناک نتائج برآمد ہوں گے۔

البتہ لڑکا یا لڑکی سے متعلق وبائی مہلک امراض جیسے ایڈز وغیرہ کا قوی اندیشہ ظاہر ہورہا ہو تو صرف اس بات کے اطمینان کے لئے کہ آیا فی الواقع وہ اس مرض میں مبتلا ہیں یا نہیں‘ ایک درجہ میں DNA ٹسٹ کی اجازت ہوسکتی ہے۔

(5) اگر شوہر بچہ کی ولادت کے بعد ہی اس کا انکار کردے اور اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگا بیٹھے، لیکن دعوی کو ثابت کرنے کے لئے چار چشم دید گواہ پیش نہ کرسکے اور بیوی نے اس کا انکار کیا تو اسلامی قانون کے مطابق لعان کا حکم دیا جائے گا اور اگر دونوں لعان کریں تو قاضی ان کے درمیان تفریق کردیگا اور بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہیں ہوگا، بلکہ بچہ ماں کی طرف منسوب ہوگا اور اگر DNA رپورٹ کے ذریعہ بچہ اپنی ماں کے شوہر سے معلوم ہورہا ہو تب بھی اس کا اعتبار نہیں کیا جائیگا، کیونکہ DNA رپورٹ نہ لعان کے قائم مقام ہوسکتی ہے اور نہ ایسی صورت میں اس سے نسب ثابت کیا جاسکتا ہے۔ اگر زن وشو کے درمیان بچہ کے نسب کے بارے میں اختلاف واقع ہوجائے لیکن لعان کے مطلوبہ شرائط نہ پائے جانے کی وجہ سے دونوں کے درمیان لعان کا حکم نہ دیا جائے یا شوہر نے بچہ کے لئے کھلونے خریدے یا اسے کسی نے مبارکباد دی اور وہ خاموش رہا یا لعان کا حکم صادر ہونے کے باوجود دونوں میاں بیوی لعان

نہ کئے ہوں تو ان تمام صورتوں میں شوہر سے بچہ کے نسب کی نفی نہ ہوگی' خواہ اس پر حد واجب ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

اگر فراش موجود نہ ہو اور DNA ٹسٹ سے قوی تر کوئی اور دلیل موجود نہ ہو تو مذاہب ثلاثہ شافعی' مالکی اور حنبلی کے مطابق DNA ٹسٹ کے ذریعہ جس شخص کی نشاندہی ہو اسی سے نسب ثابت کیا جائیگا۔ حنفی نقطۂ نظر کے مطابق DNA ٹسٹ' ثبوت نسب کے لئے شرعی بینہ نہیں' تاہم ظن وقرینہ کے درجہ میں ہے، البتہ DNA ٹسٹ قیافہ سے قوی تر قرینہ ہوگا، کیونکہ قیافہ کی اساس ظن وتخمین ہے اور DNA ٹسٹ کی بنیاد جدید تحقیقی مشاہدہ ہے تاہم اس میں چند احتمالات پائے جاتے ہیں، جن کی وجہ سے DNA ٹسٹ قطعی دلیل نہیں ہوسکتا لیکن قوی قرینہ کا درجہ رکھتا ہے۔

اگر دعوی کرنے والے کے پاس شرعی بینہ موجود نہ ہو یا شوہر اور بیوی کے درمیان چھ مہینے سے زائد کا فاصلہ ہو اور ولادت چھ مہینے کے فوراً بعد ہوئی ہو تب بھی نسب' صاحب فراش سے ثابت ہوتا ہے، اس وجہ سے ثبوت نسب کے مسئلہ میں صاحب فراش کے ہوتے ہوئے دعوی کرنے والے سے نہ بچہ کی شکل وشباہت دیکھی جائے گی اور نہ DNA ٹسٹ کروایا جائے گا اگر DNA ٹسٹ کروایا جائے تو خواہ رپورٹ دعویدار کی تائید میں آئے یا مخالفت میں، زیر بحث مسئلہ میں بچہ بہر حال صاحب فراش کی طرف ہی منسوب ہوگا۔

(6) اگر DNA رپورٹ شریعت کے مقرر کردہ اصول کے خلاف کسی کے نسب کی نشاندہی کررہی ہو تو یہ رپورٹ ثبوت نسب کے لئے قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ DNA ٹسٹ صرف ظن وتخمین کا فائدہ دیتا ہے، البتہ صاحب فراش اور بینہ موجود نہ ہونے کی صورت میں چونکہ DNA ٹسٹ علامت اور قرینہ کا درجہ رکھتا ہے لہذا ثبوت نسب میں اس کا اعتبار رہیگا اور اس کے موافق نسب ثابت کیا جائیگا۔

اگر ایک ہی شخص دعویدار ہو اور عقلی وشرعی طور پر اس کا اقرار ممکن بھی ہو تو چونکہ اقرار

بجائے خود شرعی بینہ ہے اور اس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہیں لہٰذا ایسی صورت میں DNA ٹسٹ کروانے کی ضرورت نہیں، دعوی واقرار کرنے والا شخص ہی شرعاً اس بچہ کا باپ قرار پائے گا۔

حنفی نقطۂ نظر کے مطابق قیافہ اور DNA رپورٹ' ثبوت نسب کے لئے شرعی بینہ کی حیثیت نہیں رکھتے' یہ قرینہ کے درجہ میں ہیں' اگر کئی افراد دعویدار ہوں یا ایک ہی شخص دعوی کررہا ہو لیکن اس کے پاس کوئی شرعی ثبوت موجود نہ ہو یا زچگی خانہ میں بچے خلط ملط ہوجائیں اور شناخت باقی نہ رہے تو چونکہ DNA رپورٹ جو کہ قرینہ کے درجہ میں ہے اور حنفی نقطۂ نظر سے بینہ اور نص موجود نہ ہونے کی صورت میں قرائن قابل اعتبار ہیں، اس وجہ سے ایسی صورت میں DNA رپورٹ کے ذریعہ جس شخص کی نشاندہی ہو، اس سے نسب ثابت کیا جائیگا۔

اس مسئلہ میں تمام فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق DNA رپورٹ قابل اعتبار ہے لیکن فقہاء احناف اور دیگر فقہاء کے مسلک کے درمیان فرق یہ ہے کہ فقہاء احناف کے پاس DNA رپورٹ قرینہ کے درجہ میں رہے گی اور دیگر فقہاء کے پاس بینہ کے درجہ میں۔

(7) زانی کا پتہ لگانے کے لئے چونکہ شرعاً چار مرتبہ خود اسی کا اقرار یا اس پر چار عادل گواہوں کی گواہی ضروری ہے' اس کے بغیر زنا ثابت نہیں ہوتا لہذا زنا کے مقدمہ میں DNA ٹسٹ کروانے کی از روئے شرع اجازت نہیں دی جاسکتی' باوجود اس کے مشکوک شخص کا D N A ٹسٹ کروایا جائے اور رپورٹ کی رو سے مشکوک شخص کی ہی نشاندہی ہو تو DNA رپورٹ کی بنا پر اس شخص کو زانی نہیں کہا جاسکتا، البتہ اسے قید کرکے پوچھ تاچھ کی جاسکتی ہے، اگر DNA رپورٹ آنے کے بعد مجرم چار مرتبہ زنا کا اقرار کرلے یا چار گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوجائے تو حد زنا لازم ہوگی۔

اور اگر کسی پر زنا کا الزام عائد کیا گیا' اس پر چار عادل گواہ موجود ہوں، جو سرمہ دانی میں سلائی داخل کرنے کی مانند جنسی عمل کرتے ہوئے دیکھے ہوں، لیکن DNA رپورٹ کے

ذریعہ اس شخص کی شناخت نہیں ہوئی بلکہ اس کے برعکس کوئی اور شخص زانی معلوم ہورہا ہو تو ایسی صورت میں ان گواہوں کی عدالت ودیانت سے متعلق مزید تحقیق کرلی جانی بہتر ہے، تاہم چار گواہوں کی عدالت ودیانت کے ساتھ گواہی کی بنیاد پر حد ضرور جاری کی جائیگی اور DNA ٹسٹ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالی ہمیں اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے، فکری واعتقادی، علمی وعملی غلطیوں سے محفوظ رکھے، تفقہ فی الدین واصابت رائے کی نعمت سے سرفراز فرمائے اور دونوں جہاں میں اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رضا وخوشنودی سے باریاب فرمائے۔

آمین بجاہ طہ ویس صلی اللہ تعالی وبارک وسلم علیہ و الہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین